Title - Aftab-E-Daagh.
Creator - Dagh Dehelvi
Publisher - Anwaarul Mataba (Lucknow).
Date - 1922
Pages - 106
Subjects - Dagh Dehelvi - Sawanch ; Urdu Shayari
- Majmua Kalaam.

إنّ من الشعر لحکمۃ إنّ من البیان لسحرا

تعویذ جادو طلسم اعجاز آتشکدۂ عشق صحیفۂ حسن طراز ترانۂ جان نواز بلبل ہندستان
مقرب خاقان استاد سلطان دکن نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی

یعنی

آفتاب داغ

۱۹۲۳ء

مع مختصر حالات مصنف

حسب فرمایش

جناب حکیم سید ظہیر علی صاحب ریاست حیدرآباد دکن

باہتمام

احقر العباد محمد حسن

انوار المطابع نمبر ۵۳ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپا

داغ کا خاکہ

(نواب مرزا خاں داغ کی پیدائش)

دنیا کے واقعات اور حالات کا مجموعہ ایسا دلچسپ اور ایسا عبرت انگیز ہے کہ اُس کی ہیئت مجموعی اور اس کی انفرادی خصوصیات کو سامنے رکھ کر کسی حال میں کوئی قطعی حکم اور کسی طور پر کوئی غیر متبدل کلیہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔ کبھی تو اقوامِ عالم کے شاندار ایام فتح و نصرت اور متموج جذبات ہمہ گیری میں کوئی شاعر نہیں پیدا ہوتا اور کوئی کامل فن عالمِ وجود میں نہیں آتا۔ اور کبھی یہ دیکھا جاتا ہے کہ ممالک اقوام۔ اور دول کی۔ انحطاطی کیفیات اور آثارِ زوال کے ایام یاس فزا میں بڑے بڑے موبد بڑے بڑے قافلہ سالار اور رہنما درجہ نامور سے نامور ہستیاں گوشۂ گمنامی سے میدانِ شہرت میں آتی ہیں۔ گویا زمانہ بلحاظ حالات و روئداد جہان کے شاعروں مصنفوں اور بڑے بڑے پیشواؤں کو پیدا کرتا ہے اور اُن سے کارخانۂ عالم اور بزمِ ہستی کی زینت و ترقی کا کام لیتا ہے۔ ہاں ہندوستان میں جبکہ مسلمانوں کی حکومت کا دورِ آخری شروع ہو چکا تھا اور انحطاط و زوال کے تمامی آثار و قرائن پیدا ہو چکے تھے اردو زبان کی حیاتِ جدیدہ کے سامان مغلیہ جاہ و جلال کے مٹتے ہوئے نشانات میں فراہم ہو رہے تھے اور اُس کی نظم و نثر کی دنیا نئے سر سے آراستہ کی جا رہی تھی۔ ہر طرف دورِ ماضیہ کے باقی ماندہ شعرا اور فضلا کی ٹکڑیاں جانے والے زمانہ کے غم اور آنے والے زمانہ کے طلوع میں جذباتِ کشاکش اور محسوساتِ کرب و طرب سے متاثر ہو کر مشاعرے اور انجمنیں گرم کر رہی تھیں اور قدامت و تجدد کے دور کی دھندلی دھندلی روشنیوں میں سلطنت کو ہاتھ سے جاتے دیکھ کر زبان اور زبان کے تخیلِ اعلیٰ میں سوز و گداز کے ساتھ منہمک تھیں اس وقت کے بعض شعرا کے کلام میں از مطلع تا مقطع

سوز وگداز کے علاوہ بے ثباتی عالم اور بدعہدیٔ زمانہ و اہل زمانہ کا رونا ہے اور بعض نے اُس کو بھی ایک وقتی جذبہ خیال کرکے تصوف اور معرفت مین اپنی زندگی کو صرف کیا۔ مگر جس شاعر وہی اور موسیقار فطرت نے طبیعتو نکو گرما دیا۔ ولولون کو ابھار دیا اور زندگی کو زندگی کے معنون سے قریب تر کیا وہ نواب مرزا خان داغ المخاطب بہ بلبل ہند وستان جہان استاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر تھے۔

پیدایش۔ ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۲۵ مئی سنہ ۱۸۳۱ء شاہ جہان آباد دہلی چاندنی چوک مین ہوئی۔

خاندان۔ والد کا نام نواب شمس الدین احمد خان۔ بزرگان و اجداد مین حضرت خواجہ احمد یسوی کا مقدس نام آتا ہے۔

ابتدائیہ۔ سنہ ۱۲۵۱ھ مین نواب شمس الدین احمد خان کی رحلت کے بعد نواب مرزا خان صاحب اور ان کی والدہ کی سرپرستی صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر کے دربار سے ہوئی جس کے توسل سے قلعہ شاہی مین مشہور ہونے والے "داغ" کے ایام طفلی آرام سے گذرے۔ پھر ہندوستان کے نامور لغات نویس مولوی غیاث الدین (مرحوم) صاحب غیاث اللغات سے رامپور مین فارسی کی کچھ کتابین پڑھ کر قلعہ شاہی مین مولوی سید احمد حسین صاحب مرحوم سے کتابین ختم کین اور مختلف فنون اور متنوع اکتسابات شاہی عاطفت کی بدولت حاصل کیے۔ اندنون قلعہ شاہی شعراء کا جذب گاہ بنا ہوا تھا خصوصاً شیخ محمد ابراہیم ذوق کی آمد و رفت سے خاص کشش اور دلچسپی پیدا ہوگئی تھی۔ اُس نے نواب مرزا خان صاحب کی جوان طبیعت پر گوناگون اثر کیا اور اُن کی شاعرانہ وجدانی حسیات مین متلاطم کیفیات رونما ہوگئے یعنے رائین اشعار کی تنظیم مین اور درون جذبات کی مشاہد نوازی مین بسر ہونے لگے۔ لوگون نے انھین حضرت ذوق کی شاگردی سے مفتخر کیا۔ اور نواب مصطفٰے خان شیفتہ مرحوم کے مشاعرہ مین جو پہلی غزل پڑھی اُسکا مطلع یہ تھا۔

شرر و برق نہین شعلہ و سیماب نہین ہو کس لیے پھر یہ ٹھہرتا دل بیتاب نہین

تھوڑے دنون مین نوجوان شاعر نے مشاعرون مین اپنی گرم اور تیز طبیعت کی جانب سب کو متوجہ کر لیا ایک بار جب مشاعرہ مین اس شعر کو پڑھا تو در و دیوار سے واہ واہ ہونے لگی۔

ہو سے معتبر درد جب آہ میری ہو اثر دیکھی ہو کسیکا اسطرح یارب نہ دنیا مین بھرم نکلے

رامپور۔ زندگی کے دور مین ہمیشہ ردّ و بدل ہوتا ہے۔ ایک چکر کے بعد دوسرا چکر آتا ہے یعنی ولیعہد بہادر کی وفات حسرت آیات سے نواب مرزا خان صاحب داغ ریاست رامپور گئے اور شرف مصاحبت رئیس کے علاوہ معتمد خاص کارخانجات اصطبل و شتر خانہ مقرر ہوئے۔ یہ وہ یادگار زمانہ ریاست رامپور کا تھا جسمین ہر فن اور ہر علم کے ماہر اور استاد دلی کی بساط الٹنے کے بعد دربار رامپور مین جمع ہو گئے تھے خاصکر شعرا مین۔ اسیر بحر قلق۔ امیر مینائی۔ جلال۔ منیر۔ عروج اور تسلیم ایسے مشاہیر کی یکجائی سے شعر و سخن کی بڑی گرم بازاری تھی اور ان مشاعرون مین نواب مرزا خان صاحب داغ کا کلام قدر و قیمت اور شہرۂ مستقبل کے لحاظ سے ممتاز طور پر دیکھا اور سنا جاتا تھا۔

کلکتہ۔ یہان اول اول مقبولیت عامہ حاصل ہوئی اور کبھی کبھی عظیم آباد پٹنہ کے مشاعرون مین بھی شرکت کی نوبت آتی تھی۔ مگر کلکتہ مین عموماً مشاہیر کی مخالفت کسی نہ کسی نہج سے ہوتی آئی ہے نواب مرزا خان صاحب داغ نے بھی یہان کے مشاعرون مین جب شرکت کی تو بعض حضرات کی مخالفت کا تلخ تجربہ اٹھایا لیکن کلام کی مقبولیت اور شاعر کے زور سے مجبور ہو کر ایک مخالف صاحب جو مشاعرہ مین موجود تھے جسوقت انھون نے یہ شعر سنا بے اختیار معترف ہو گئے۔

شبنم سے شب ہجر کی ظلمت نہین جاتی ہو سو شوب پڑین جب بھی یہ رنگت نہین جاتی

کلکتہ کا سلسلۂ قیام ریاست رامپور کی سرکاری ضرورتون سے تھا جب وہ پوری ہو گئین

تو پھر رامپور کی جانب مراجعت کی باری آئی جہان رئیس رامپور کی وفات سے انقلاب
ہو چکا تھا اور وہ اگلی صحبتین درہم برہم ہو چکی تھین آخرکار سنہ ۱۸۸۷ء مین رامپور سے
بصد حسرت و یاس رخصت ہونا پڑا۔

دکن کی کشش۔ ہندوستان کے اکثر مشاہیر کی زندگی حیدرآباد دکن مین بسر ہوئی ہے
اور اس سرزمین سے کسی نہ کسی حصہ عمر مین اردو زبان کے اچھے شعرا اور مصنفون کو تعلق
رہا ہے اردو کا سب سے پہلا آدم شاعر ولی دکن مین ہوا ہے اور اردو کے ذخائر ادب
و علوم و فنون کا جو بہترین سرمایہ جدید جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن مین آج بہم پہنچایا جا رہا ہے
اسکے آیندہ عروج کا ضامن ہے۔ اب رامپور کی یاد رہنے والی صحبتون کے بعد سے
نواب مرزا خان صاحب داغ کی بے چین طبیعت کسی جگہ سے انس پذیر ہوتی تھی وہ پنجاب اور
روہیلکھنڈ کے بڑے بڑے شہرون مین کچھ دنون سیر کرکے آگرہ مین اقامت گزین ہوئے مگر
دکن کی کشش اور شہرت قدردانی نے نچلا نہ بیٹھنے دیا یہ وہ اچھے دن تھے کہ مرزا داغ کی
شاعری تمام ملک مین مقبول ہو چکی تھی اُن کو رہ رہ کر دکن کا خیال آتا تھا آخرکار کمال شوق نے
انھین مجمع کمالات مین پہنچنے پر آمادہ کیا۔

ہند سے تا بہ دکن داغ ہے شہرت تیری ٭ اب تو کچھ اور ترا بخت رسا کہتا ہے

ہوا یہ کہ سنہ ۱۳۰۵ھ مین وہ حیدرآباد پہنچے اور بازار شیدی عنبر مین اول اول جا کر ٹھہرے
سب سے پہلے جو باریابی پیشگاہ سلطانی مین ہوئی اسمین وہ قصیدہ سنایا جسکا مطلع یہ تھا

مین ہوا بادیہ پیما طرف ملک دکن ٭ سرمہ چشم غزالان ہوئی گرد دامن ٭

غرضکہ تین سال کامل امیدوار رہ کر شاہی الطاف و اکرام کا وقت ۲۶ جمادی الثانی
سنہ ۱۳۰۸ھ روز یکشنبہ ۹ بجے شب کو یون آیا کہ اعلیٰحضرت آصف سادس مرحوم و
مغفور کی غزل ایک مہر شدہ لفافہ مین چند چوبدار لیکر حاضر ہوئے جنہون نے اسیوقت
صبح آٹھ بجے دوسرے دن حاضری دربار کا مژدہ بھی پہنچایا حضرت داغ نے اسپر

اس غزل کو دیکھکر واپس کیا اور علی الصباح باریاب ہوکر نذر پیش کی اُسی دن سے سلسلہ اصلاح غزل آصفی کا شروع ہوا ساتھ ساتھ مراحم خسروانہ بھی بڑھتے گئے یہان تک کہ سنہ ۱۳۱۳ھ ان کا وظیفہ ایک ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوا اس گران قدر وظیفہ کے لحاظ سے یہ کہنا بیجا نہین ہے کہ اُن کی کامیاب زندگی دیگر شعرا کی عسرت پسند و نادار زندگی کے مقابلہ مین ایک خاص امتیازی شان رکھتی ہے اور اُسکا راز یہ تھا کہ وہ دربار کے خصوصیات اور روایات کہن دریاست سے خوب واقف اور اُن کا صحیح مصرف جانتے تھے۔

خصوصیات کلام۔ حضرت داغ دہلوی کے کلام مین آمد مضمون۔ جوش بیان اور زبان کی صفائی ایسی ہے جو انھین کسی خاص طبقہ۔ کسی خاص خطہ اور کسی خاص قوم کا شاعر نہین بناتی بلکہ انہین تمام ملک اور تمام اقوام ہند کا متفقہ شاعر ثابت کرتی ہے مگر بعض کا خیال ہے کہ داغ صرف بازاری زبان بازاری جذبات اور عامیانہ دلچسپیون کے شاعر تھے حالانکہ ان کے کلام مین جہان اعلی مضامین نظم ہوگئے ہین ان مین بھی انھون نے اپنی خداداد قدرت زبان ترشی ہوئی ٹکسالی محاورہ بندی اور نرالی طرز ادا کا رنگ دکھایا ہے جس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ ہمہ وجوہ شاعر تھے اور گوکہ وہ ہر صنف شاعری مین کمال رکھتے تھے لیکن غزل گوئی مین ایک خاص بات اور وجدان کا عالم تھا۔

ان آنکھون نے کیا کیا تماشا نہ دیکھا (۱) حقیقت مین جو دیکھنا تھا نہ دیکھا
نہ ہمت نہ قسمت نہ دل ہے نہ آنکھین (۲) نہ ڈھونڈا نہ پایا نہ سمجھا نہ دیکھا
حقیقت مین ہے ماسوا چیز ہی کیا (۲) ادھر تو اُدھر تو یہان تو وہان تو
روز مرتا ہون روز جیتا ہون (۳) زندگی کا کوئی حساب نہین
کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے (۴) شغل ایسا بتا دیا تو نے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے ٭ دل بے مدعا دیا تو نے ٭

کیا بتاؤن کہ کیا لیا مینے ٭ کیا کہون مین کہ کیا دیا تو نے ٭

جس قدر مین نے تجھ سے خواہش کی ٭ اُس سے مجھکو سوا دیا تو نے ٭

داغ کو کون دینے والا تھا ٭ جو دیا اے خدا دیا تو نے ٭

حقیقت یہ ہے کہ مذکورۂ بالا معارف آگین اشعار کے تکرار و اعادہ سے شاعر کی زندگی اور باطنی محسوسات قدسیہ کی رفعت اور وسعت کا پتہ چلتا ہے جو اسکو غوامض پر پیچ اور اسرار کون و مکان کی باریک بینیون کے شواہد سے حاصل ہوئی ہے ۔ مگر اس کے بعد جب شاعر کے اِن اشعار پر نظر پڑتی ہے تو تقدس اور ترفع جذبات کو سخت مشکل پیش آجاتی ہے ۔

ہر ادا مستانہ سر سے پانون تک چھائی ہوئی ٭ اف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی ٭ روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

نام پاتے ہین محبت مین جو مٹ جاتے ہین

جس کے ہونے کا گمان بھی نہ رہے دل ہے وہی

لیکن یہ شاعر کا زور کمال اور امتیازی طرۂ رنگین ہے کہ وہ زندگی کے خوش آیند خوش رو اور خوش انجام مناظر اور کیفیات کا ایسا صحیح اور بولتا ہوا نقشہ کھینچتا ہے کہ جو مجسم ساتھ اور جذبات کے صورت حال یا حسن و عشق کے ناقابل بیان اتصال انتساب کے مشاہدہ عینی مین بھی وہ لطف نہین ہوتا یہ شاعر کے وجدانی حیاتی ۔ اور ذوقی مناسبتون کا ادنی ثبوت ہے کہ وہ بجائے درد دکھ ۔ ناکامی محرومی اور بے ثباتی و بے حالی کے زندگی کی اُن چیزون کو بیان کرتا ہے جو انسان کو عزیز ہین اور جنسے زندگی زندگی معلوم ہوتی ہے ۔ اگر امرء القیس اور لارڈ بائرن کی شاعرانہ حسن آفرینیان کچھ جگہ دنیا کے میدان جذبات مین رکھتی ہین تو ہم کہہ سکتے ہین کہ حضرت

داغ نے بھی جذبات کی مرقع کشی جذبات کی تصویرون مین جان ڈالنے اور پھر انھین بولتی ہوئی تصویرون مین ادا رحیات فریب دکھانے مین ضرور کمال دکھایا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ محبت حُسن و عشق اور ہجر و وصال بذاتہ بنفسہ اور بعینہ ایسی کوئی چیز مین نہین ہین جتنی شاعر کی طبیعت اور گرمئ خیال اُن کو دلچسپ اور ضروری بناتی ہے۔ مختصر یہ کہ حضرت داغ نے ایک مدت تک اس دنیا پر اپنے کمال شاعرانہ سے حکومت کی ہے اور ابتک کر رہے ہین جسمین حُسن و عشق جس مین سوز و گداز اور جس مین زندگی کی خوش فکریان سرمایۂ ناز ہین۔

ذاتیات۔ لوگون کو ہر باکمال کی وضع و قطع اور ذاتیات کے معلوم کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ ہم یہان حضرت احسن مارہروی کی زبان مین اسکو لکھنا چاہتے ہین جو انھون نے ان کی حیات مین تحریر فرمایا تھا۔ مرزا صاحب کی وضع اور لباس بالکل قدیم طریقے کا ہے گو ابہ زمانے کے موافق کچھ معمولی ترمیم ہوگئی ہے مثلاً انگرکھے کی جگہ شیروانی یا بجائے قدیم ٹوپیون کے حیدرآباد کی منصب داری پگڑی یا ترکی ٹوپی۔ مگر بحیثیت مجموعی یہ وضع ایسی نہین جس پر نئی روشنی کا اطلاق ہوسکے

حلیہ

موجودہ قد و قامت اور صورت و شکل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شباب کے زمانے مین آپ خوش شرو اور خوش رنگ قوی جوان تھے۔

شادی۔ پندرہ برس کی عمر مین آپ کی شادی ہوئی حیدرآباد مین تشریف لائے ہوئے آپ کو چودہ پندرہ سال ہوچکے ہین ۱۳۱۵ھ مین آپ کی اہلیہ نے وفات پائی اور سید یوسف شریف صاحب کی درگاہ مین مدفون ہوئین۔

سفر حج۔ مرزا صاحب نے منجملہ اور سفرون کے نواب خلد آشیان کے ساتھ سفر حجاز بھی کیا تھا اور زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے

مشرف ہو کر مناسکِ حج و زیارت بھی ادا فرمائے۔ آپ کا مذہب آپ کے اس مقطع سے معلوم کرنا چاہیے ؎

یہ داغ ہے صحابۂ عظام کا مطیع ہو ٭ یہ داغ ہماں نثار ہے آلِ رسول کا

کئی بار جیتے جی مرنے کی خبر گرم ہوئی جیسا کہ اکثر مشاہیر کی خبر وفات انکی حیات میں مشہور ہو جاتی ہے بالآخر ۹ ذی‌الحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ (سنہ ۱۹۰۵ء) میں بلبلِ ہندوستان ہمیشہ کے لیے چپ ہو گیا۔

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃً وَاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

تعویذ جادو طلسم اعجاز آتشکدۂ عشق صنمخانۂ حسن طراز ترانۂ جان نواز بلبل ہندوستان
مقرب خاقان زمن استاد سلطان دکن نواب میرزا خان صاحب داغؔ دہلوی

آفتاب داغ

معہ مختصر حالات مصنف

حسب فرمائش

جناب حکیم سید ظہیر علی صاحب ریاست حیدر آباد

باہتمام

احقر العباد محمد حسن

انوار المطابع لکھنؤ میں چھپا

قیمت ... عدد ... تعداد طبع ۱۰۰۰

فہرست بلاقیمت
اور
ہندوستان کے تمام مشاہیر مصنفین کی تصانیف
ملنے کا پتہ
الناظر بک ایجنسی لکھنؤ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

اللہ رے مرتبہ مرے عجز و نیاز کا
گویا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا

دے مجھکو داغ عشق کہ احسان مان لون
اس درد جانفزا و غم دلنواز کا

کھا کھا کے رشک تیرے شہیدان عشق سے
غم کھا نہ جائے خضر کو عمر دراز کا

جگر دی ہوئے بھی تیغ حقیقت سے زخم زخم
ہنس ہنس کی منہ چڑھاتی ہین عشق مجاز کا

گو مہر لب ہی حکم ترا اس کا کیا علاج
دل بولتا ہے خود بخود آگاہ راز کا

عالم تمام چشم حقیقت نگر بنا
منہ دیکھتا ہے آئینہ آئینہ ساز کا

یوسف کو چاہ مین تو مسیحا کو چرخ پر
عالم دکھا دیا ہے نشیب و فراز کا

ہر چند راہ کعبہ و بتخانہ ایک ہے
اے راہرو ہے کام یہان امتیاز کا

جل جل کے تیری عشق مین گھلجائین استخوان
مانند شمع لطف ہے سوز و گداز کا

ناکامی دوام بھی ہو عیش جاودان
ایسا اسیر ہون ہوس و حرص و آز کا

دنیا بھی اک بہشت ہے اللہ رے کرم
کن نعمتون کو حکم دیا ہے جواز کا

رتبے سے میری قیصر و سنجر کو رتبہ کیا
مین ہون غلام شاہ عراق و حجاز کا

مجھکو نہ کیونکر اُس کی غلامی سی فخر ہو ۔ محمود ایک بردہ ہے جس کے ایاز کا

کونین جسکے ناز سے چکرا رہے ہین داغ
مین ہون نیاز مند اوسی بے نیاز کا

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا ۔ یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم ۔ سخن طالب و مطلوب ہوا خوب ہوا

اے شہنشاہِ رسل فخر رسل ختم رسل ۔ خوب سے خوب خوش اسلوب ہوا خوب ہوا

حشر مین امت عاصی کا ٹھکانا ہی نتھا ۔ بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا

حسن یوسف مین ترا نور تھا ای نور خدا ۔ چارۂ دیدۂ یعقوب ہوا خوب ہوا

تھا سبھی پیش نظر معرکۂ کرب و بلا ۔ صبر مین ثانیٔ ایوب ہوا خوب ہوا

فخر آدم کو نہوتا جو فرشتہ ہوتا ۔ بنی آدم سے جو منسوب ہوا خوب ہوا

داغ ہے روز قیامت مری شرم اسکے ہاتھ
مین گنہگار ہون جو محجوب ہوا خوب ہوا

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا ۔ ہم نے کھویا جسقدر پیدا کیا

جس نے مضمون کمر پیدا کیا ۔ اُس نے پیدا اگر پیدا کیا

کھوئے دیتا ہے مجھے دنیا سے وہ ۔ جسکو مین نے ڈھونڈھکر پیدا کیا

اہل جنت کو بھی آیا اُس سے رشک ۔ جس کسی نے دل مین گھر پیدا کیا

اے زہے سرمایۂ رنج و الم ۔ ہمنے جسکو عمر بھر پیدا کیا

آسمان تو آسمان ہی رہ گیا ۔ نام تو نے فتنہ گر پیدا کیا

داغ کھائے فرقت اغیار کے ۔ تجنے میرا سا جگر پیدا کیا

شرم سے پیدا کیے کی اُس کے ہاتھ — جسنے مجکو یہ ہنر پیدا کیا

عشق نے کیا کیا دکھائے شعبدے — دل ادھر کھویا اُدھر پیدا کیا

چٹکیان لینے لگا کچھ دل مین درد — عشق نے کم کم اثر پیدا کیا

ہائے رے مین واہ کیا کہنا مرا — رنج اُن کو چھیڑ کر پیدا کیا

مدعا یہ تھا کہ ہم دیکھین تجھے — ورنہ کیون نورِ نظر پیدا کیا

جیسنے دنیا کسکو داغِ روسیاہ
پر خدا نے دیکھکر پیدا کیا

تیرے قدم سے عرش بنے دوش نقش پا — اہل علی کے لب خاموش نقش پا

بھر دے اگر قدم سے وہ آغوش نقش پا — پھولا سماے پھر نہ تن و توش نقش پا

شور اس خرام ناز کا محشر سے بڑھ گیا — کیا گوش خلق پھوٹ گیے گوش نقش پا

پھرتے ہین بیقرار بہت تیری راہ مین — کہتا ہے صاف صاف یہی جوش نقش پا

کیا سرزمین کوچہ قاتل ہے فتنہ خیز — اڑنے لگے ہوا کی طرح ہوش نقش پا

بکتے ہین خاکسار سے سب اہل آبرو — دیکھا نہین حباب کو سرپوش نقش پا

ہم خاک بوسہ لین کہ ترے رہگذار مین — ہتنے چڑھا صبا کے تن و توش نقش پا

افتادگی مین کوئی سہارا نہین مجھے — معراج ہے جو ہاتھ لگے دوش نقش پا

اُس رہگذر کا ناصح مشفق نہ ذکر کر — یاد آ گیا ہے شکل فراموش نقش پا

دشتِ جنون مین قیس کا ہمسر ہوا ہون مین — کانٹون مین کھینچتا ہے مجھے جوش نقش پا

افتادگان خاک کا رتبہ تو دیکھیے — باد صبا ہے غاشیہ بردوش نقش پا

لازم ہے یون مسافر راہ عدم چلے — جیسے سبک روان سبکدوش نقش پا

ملجائین آسمان و زمین کوے غیر مین ‌ ‌ لیجاے ہر ستارہ در گوش نقش پا

محشر مین بھی وہ فتنے نہ دیکھینگے اہل حشر ‌ ‌ جو دیکھتے ہین آپ کے مدہوش نقش پا

تم شوخیون سے پاؤن تو رکھو زمین پر ‌ ‌ کھل کھیلتے ہین اب لب خاموش نقش پا

روندی نہین ہے آپنے کیا قبر داغ کی ‌ ‌ پھولونکی چادرونسے چھپا جوش نقش پا

دیکھو جو مسکرا کے تم آغوش نقش پا ‌ ‌ گستاخیان کرے لب خاموش نقش پا

کس کے خرام سے یہ اڑے ہوش نقش پا ‌ ‌ بیٹھی ہوئی ہے مجلس خاموش نقش پا

آسودگان خاک کی کہتا وہ سرگذشت ‌ ‌ رکتا نہین زبان مگر گوش نقش پا

ہے خار خار حسرت افتادگی غذا ‌ ‌ بے نیش کے نہین ہے خور و نوش نقش پا

سمجھائیگا مگر نہ کھلیگا یہ اے صبا ‌ ‌ غنچے کا بھید نہین لب خاموش نقش پا

رکھون قدم جو غیر کے نقش قدم پہ مین ‌ ‌ انگشت پا دھرا دے وہین گوش نقش پا

آسودگان خاک کی آنکھونکی ہین نشان ‌ ‌ تیری گلی مین اور ہو یون جوش نقش پا

پائی مرے سراغ سے دشمن نے راہ دوست ‌ ‌ اے بیخودی سمجھ مرا ہمدوش نقش پا

کسطرح غیر اُس کے قدم پر قدم دھرین ‌ ‌ میرا نشان سجدہ ہے روپوش نقش پا

مین خاکسار عشق ہون آگاہ راز عشق ‌ ‌ میری زبان سے حال سُنے گوش نقش پا

آئے بھی وہ چلے بھی گئے میری راہ سے ‌ ‌ مین نامراد والہ و مدہوش نقش پا

مجھ ناتوان کی خاک کو پامالیون کے بعد ‌ ‌ دوش صبا ملا جو چھٹا دوش نقش پا

ٹوٹا ہے ہار راہ مین کس مست ناز کا ‌ ‌ ہے غنچہ موتیا کا در گوش نقش پا

رکھا قدم نہ بھول کے بھی میری قبر پہ ‌ ‌ اے کوچہ گرد وعدہ فراموش نقش پا

یہ کون میرے کوچہ سے چھپکر نکل گیا
خالی نہین ہے فتنون سے آغوش نقش پا

ملتے ہین خاکسار گلے خاکسار سے
ہوتا ہے نقش پا بھی ہم آغوش نقش پا

یہ داغ کی تو خاک نہین کوی یار مین
اک تشنۂ وصال ہے آغوش نقش پا

چل رہا ہے خنجر فولاد کیا
اُس کے ہنستے چڑھ گئی بیداد کیا

مین نوید وصل سنکر مر گیا
نا مبارک تھی مبارکباد کیا

جل کے پھینکا تونے کیون اے شعلہ
آگ تھا آئینۂ فولاد کیا

حسن شیرین پر جو ہے لیلی کو ناز
قیس بھی ہو جائیگا فرہاد کیا

کسطرح سے اُس کے دل مین گھر کرین
جب زمین قائم نہو بنیاد کیا

تیرے کوچے مین بپا ہے حشر کیون
ہو گیا خالی عدم آباد کیا

اُن کی صورت دیکھتے رہتے ہین ہم
دیکھیے کس وقت ہو ارشاد کیا

دل مین طاقت ہو تو سب کچھ ہو سکے
عرش تک جاتی نہین فریاد کیا

کر لیا رنگ حنا نے دل اسیر
آپ کی مٹھی مین ہے صیاد کیا

باعث گریہ نہ پوچھ اے ہمنشین
کیا کہون مین آگیا تھا یاد کیا

فصل گل مین کیون ہے بلبل نغمہ سنج
آپ اپنے موہنہ مبارکباد کیا

اپنے دل پر ظلم جو کرتے ہین ہم
ہو سکے گی تجھسے وہ بیداد کیا

داغ شب کو زہر کھا کر مر گیا
لو اُٹھو بیٹھے ہوے ہو شاد کیا

ایک ہی رنگ ہے سب سے یہ تماشا کیسا
کوئی کیسا ہو کوئی چاہنے والا کیسا

روئے ہم یاس مین اس رنگ کا رونا کیسا
پانی ہو ہو کے بہا خون تمنا کیسا

عرصۂ حشر مین انصاف ہمارا کیسا
دیکھنا یہ ہے کہ ہوتا ہے تماشا کیسا

بخشدے اُس بت سفاک کو ای داور حشر
خون ہی مجھ مین نہ تھا خون کا دعوی کیسا

ڈھونڈتے پھرتے ہو بازار مین کیا ہم دین گے
مفت ہاتھ آئے تو فرماؤ وہ سودا کیسا

واہی وحشت ہے جو وحشت مین کہین دل بہلے
لوگ صحرا کے لئے پھرتے ہین صحرا کیسا

نیند آئی ہے بڑی رات گئے آئے ہو
سرخ آنکھون مین بھلا نشۂ صہبا کیسا

ڈوبتے ہین عرق شرم مین غیرت والے
ڈوب مرنے ہی پہ جب آئی تو دریا کیسا

نامہ بر تو نے بھی دیکھا ہی اُسے سچ کہنا
رنگت کیسی ہے پھبن کیسی ہے نقشا کیسا

خوبیان لاکھ کسی مین ہون تو ظاہر نکرین
لوگ کرتے ہین بڑی بات کا چرچا کیسا

تیرے قربان کوئی دم ہی تکرار رہے
دل ہمارا ہے ہمارا ہے تمھارا کیسا

دیکھتے ہو طرف سنگ در آتے جاتے
مجھکو دیکھو کہ ہوا ناصیہ فرسا کیسا

قیس و فرہاد کے قصے تو سنا کرتے ہو
داد دو داد اس کی جسنے تمھین چاہا کیسا

ہم حقیقت مین سمجھتے ہین یہی تکیہ کلام
آپ دل لیکے کہے جائیے کیسا کیسا

غیر کے غم مین وہ خاموش تھے مینے پوچھا
جی ہے کیسا تو کہا تیرا کلیجا کیسا

تم سلامت ہو تو ہر روز قیامت ہوگی
ہم بھی دیکھین گے تماشے پہ تماشا کیسا

مجھکو یہ شکوہ کہ اقرار وفا جھوٹا تھا
اُن کو یہ ناز کیا ہمنے یہ وعدا کیسا

جان نثارون کو نہ دیکھا یہ بہانہ رکھکر
جان پر کھیلنے والون کا تماشا کیسا

اسے قیامت تجھے کیا آنکھ اٹھاکر دیکھون
بس رہا ہے مری آنکھون مین تماشا کیسا

تجھسے بھی دل نہ لیا غیر کی بھی جان نہ لی
آگیا ہے یہ تمھین اپنا پرایا کیسا

غیر کا ذکر وفا اور ہمارے آگے
داغ اس بات سے جلتا ہے کلیجا کیسا

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب دلربا جاتا رہا — دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی — جو بھروسا تھا نہین وہ آسرا جاتا رہا

مین نے دیکھا انکی زلفون کو تو فرمانے لگے — آپ کا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا

دل چرا کر آپ تو بیٹھے ہوے ہین چین سے — ڈھونڈھنے والے سے پوچھو کوئی کیا جاتا رہا

مرگ دشمن کا زیادہ تم سے ہے مجھکو ملال — دشمنی کا لطف شکوون کا مزہ جاتا رہا

ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے — ذہن مین آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا

اچھی صورت کی ہوا کرتی تھی اکثر تاک جھانک — رہ گئین آنکھین مگر وہ دیکھنا جاتا رہا

دیکھو دیکھو چھپ برساتے رہو تیر نگاہ — صید جسدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا

کس قدر انکو فراق غیر کا افسوس ہے — ہاتھ ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا

حرص دامنگیر دنیا مال دنیا بے ثبات — جسقدر حاصل کیا اُس سے سوا جاتا رہا

آپ کی دن سے وہ رسم و راہ بھی موقوف ہے — ورنہ ہر سو نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

داغ کچھ درہم نہ تھا جس کا نہیں ہوتا خیال
ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

غیر کو منہ لگا کے دیکھ لیا — جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا

ان کے گھر داغ جا کے دیکھ لیا — دل کے کہنے مین آکے دیکھ لیا

کتنی فرحت فزا تھی بوئے وفا — اُس نے دل کو جلا کے دیکھ لیا

کبھی غش مین رہا شب وعدہ — کبھی گردن اٹھا کے دیکھ لیا

جنس دل ہے یہ وہ نہین سودا ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا
لوگ کہتے تھے چپ لگی ہے تجھے حال دل بھی سنا کے دیکھ لیا
جاؤ بھی کیا کروگے مہر و وفا بار ہا آزما کے دیکھ لیا
زخم دل مین نہین ہے قطرۂ خون خوب ہمنے دُکھا کے دیکھ لیا
ادھر آئینہ ہے اودھر دل ہے جس کو چاہا اوٹھا کے دیکھ لیا
اُس نے صبح شب وصال مجھے جاتے جاتے بھی آکے دیکھ لیا
اُن کو خلوت سرا مین بے پردہ صاف میدان پا کے دیکھ لیا
تم کو ہے وصل غیر سے انکار اور جو ہمنے آکے دیکھ لیا

داغؔ نے خوب عاشقی کا مزہ
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

بلا سے جو دشمن ہوا ہے کسی کا وہ کافر صنم کیا خدا ہے کسی کا
دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے کہ پورا ہو جو مدعا ہے کسی کا
ادھر آ کلیجے سے تجھکو لگا لون تجھی پر تو دل آگیا ہے کسی کا
کسی کی تپش مین خوشی ہے کسی کی کسی کی خلش مین مزا ہے کسی کا
ذرا ڈال دو اپنی زلفون کا سایہ مقدر بہت نارسا ہے کسی کا
ہا ایشہ اُسے ہمنے ٹلتے ہی دیکھا مگر دل بھی رنگ وفا ہے کسی کا
تمھین اس سے کیا بحث کیون پوچھتے ہو کوئی تذکرہ ہو رہا ہے کسی کا
مری بزم مین آکے وہ پوچھتے ہین بُرا حال ہمنے سنا ہے کسی کا
ستم ہی کئے جاؤ ہم بھی ہین حاضر ہمین حوصلہ دیکھنا ہے کسی کا

بچے جان کسطرح تیری ادا سے — قضا پر کہین بس چلا ہے کسی کا
مری التجا پر بگڑ کر وہ بولے — نہین مانتے ایسین کیا ہے کسی کا
وہ کرنے لگے ہین قیامت کی باتین — یہ سچ ہے تو ہین فیصلا ہے کسی کا
سنا کرتے ہین چھیڑ کر گالیان ہم — وگرنہ کوئی سر پھرا ہے کسی کا

بظاہر نجانے نجانے نجانے
تجھے داغ دل جانتا ہے کسی کا

بتون کے ہوش سنبھالا جہان شعور آیا — بڑے دماغ بڑے ناز سے غرور آیا
اسے حیا ادہر آئی ادہر غرور آیا — مرے جنازے کے ہمراہ دور دور آیا
زبان پہ انکی جو بھولے سے نام حور آیا — اٹھا کے آئینہ دیکھا وہین غرور آیا
تمھاری بزم تو ایسی ہی تھی نشاط افزا — رقیب نے بھی اگر پی مجھے سرور آیا
کہان کہان دل مشتاق دید لیکے کہا — وہ چمکی برق تجلی وہ کوہ طور آیا
تری زمین کی گلی اور سایہ قد رپا مال — مگر یہان کوئی بیتاب و ناصبور آیا
جہان مین لاکھ حسین ہون تو انکو رشک نہین — قیامت آگئی جس وقت نام حور آیا
عدو کو دیکھ کے آنکھو نمین اپنے خون اترا — وہ سمجھے بادۂ گلرنگ کا سرور آیا
تری گلی مین یہی بازگشت مثل نفس — کہ جتنی دور گیا واپس اتنی دور آیا
قسم بھی وہ کبھی قرآن کی نہین کھاتے — یہ رشک ہے انھین کیون ایسین ذکر حور آیا
پیامبر تری باتو نمین ہم کب آتے ہین — وہان ضرور گیا اور تو ضرور آیا
کہا جب اسنے تہ تیغ کون آتا ہے — پکار اوٹھا دل مشتاق و ناصبور آیا
پیامبر سے غضب وعدہ وہ بگڑ بیٹھے — بنے بنائے ہوی کام مین فتور آیا

کسی نے جرم کیا پڑ گئی سزا مجھکو ۔ کسی سے شکوہ ہوا مجھپہ منہ ضرور آیا

جو خم کو جوشش تو ساغر کو آگیا چکر ۔ مرے ہی دل کو نہ اب بزم میں سرور آیا

گذار دی شب وعدہ اسی توقع پر ۔ مرے بلانے کو اب آدمی ضرور آیا

کہیں تھی راہ خالی کہیں تھی راہ زنی ۔ کہیں ملا کہیں میں کاروان سے دور آیا

نکالا ذہن میں تجلی کی یہ تو اے موسیٰ ۔ کہ سر سے بن کے جو آنکھوں میں کوہ طور آیا

الٰہی اشک مصیبت کی آبرو رکھنا ۔ یہ بیکسی میں بڑے وقت پر ضرور آیا

خدا نے بخشدیے حشر میں بہت عاشق ۔ خیال یار میں کوئی نہ لیے قصور آیا

ترے نصیب کا ایدل وہان بھی صبر نہیں ۔ جواب کیا وہ قیامت کے دن ضرور آیا

بنے ہو بزم میں ساقی تو یہ خیال رہے ۔ کسے سرور نہ آیا کسے سرور آیا

شہید ناز بھی عاشق مزاج بھی میں ہوں ۔ اسی لیے ملک الموت بن کے حور آیا

وہیں سے داغ سیہ بخت کو ملی ظلمت ۔ جہاں سے حضرت موسیٰ کے ہاتھ نور آیا

کیا لطف ستم یوں انھیں حاصل نہیں ہوتا ۔ تڑپنے کو وہ ملتے ہیں اگر دل نہیں ہوتا

دل کا کوئی حامی دم بسمل نہیں ہوتا ۔ کمبخت کلیجہ بھی تو شامل نہیں ہوتا

کچھ تازہ مزا شوق کا حاصل نہیں ہوتا ۔ ہر روز نئی آنکھ نیا دل نہیں ہوتا

انکار رہا خواب میں بھی وصل سے انکو ۔ معشوق کسی حال میں غافل نہیں ہوتا

ایسا تو نہو حشر میں تکرار کی ٹھیرے ۔ تو اپنی خطا پر کبھی قائل نہیں ہوتا

جس آئینہ کو دیکھ لیا قہر سے اُسنے ۔ اُس آئینہ سے کوئی مقابل نہیں ہوتا

کیا عشق سے نفرت ہے کہ وہ پوچھ رہے ہیں ۔ کوئی بھی وہ بستی ہے جہاں دل نہیں ہوتا

غمزہ بھی ہو سفاک نگاہیں بھی ہوں خونریز
تلوار کے باندھے سے تو قاتل نہیں ہوتا

انکار تو کرتے ہو مگر یہ بھی سمجھ لو
بیوجہ کسی سے کوئی سائل نہیں ہوتا

چلنے کا رہ دوست میں سامان نہیں بنتا
پہونچیں تو ٹھکانا سر منزل نہیں ہوتا

ہر دن پئے گلگشت نکلتے ہیں وہ گھر سے
رکتے ہی نہیں پاؤں جہاں دل نہیں ہوتا

کیا ناک میں دم ہے دل دشوار طلب سے
وہ کام بگڑتا ہے جو مشکل نہیں ہوتا

اب دل سے کھٹکتا ہے الگ خار تمنا
کھٹکے کی جگہ کوئی بھی شامل نہیں ہوتا

منزل پہ جو پہونچے تو ملے قیس کو لیلی
ناقے سے جدا کیا کبھی محمل نہیں ہوتا

کہنے کیلئے دیں آپ جہاں چاہیں بیٹھے
یہ شرم یہ پردہ سر محفل نہیں ہوتا

ہیں اور شب تیرہ و صحرائے خطرناک
رہبر کا پتا سیکڑوں منزل نہیں ہوتا

سمجھائے ہیں نادان وہ کیسے پئے تسکین
رکھتے ہیں وہاں ہاتھ جہاں دل نہیں ہوتا

ہیں دل سے بھی ہشیار جگر سے بھی خبردار
جب آنکھ لگاتا ہوں تغافل نہیں ہوتا

رکھ لوں ترے پیکانکو کلیجے سے لگا کر
اپنا کبھی ہوتا ہے کبھی دل نہیں ہوتا

مرنے ہی پہ جب آئے تو کیوں ڈوب کے مریے
کیا خاک میں ملجانیکو ساحل نہیں ہوتا

دیتے ہیں تجھے اہل ہوس نقد دل ایسا
جو تیرے غلاموں کے بھی قابل نہیں ہوتا

یہ داد ملی ان سے مجھے کاوش دل کی
جس کام کی عادت ہو وہ مشکل نہیں ہوتا

اے داغ گرانقدر ہیں ہوں کچھ نہیں آتی
وہ چھینتے ہیں مجھسے جدا دل نہیں ہوتا

جس نے ہمارے دل کو نمونا دکھا دیا
اس آئینے کو خاک میں اسنے ملا دیا

معشوق کو اگر دل بے مدعا دیا
پوچھے کوئی خدا سے کہ عاشق کو کیا دیا

لیے بانٹے درد عشق و غم جان گزا دیا
سب کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کا دیا

ناوک ابھی ہے شست مین صیاد کے مگر
اٹھتی ہین اُنگلیان وہ نشانہ اوڑا دیا

رکھتے ہین اپنے چاند کو تو غیر بھی عزیز
یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

ملتا ہے تخت دل مجھے سرکار عشق سے
اچھی جگہ نصیب نے ٹکڑا لگا دیا

صرف بنائے بتکدہ ای شیخ کچھ نہ پوچھ
اکثر اک اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھا دیا

ملتے ہین تیرے چاہنے والے ہین ڈھونڈھ کے
جو تجھپہ مٹ گیا مجھے اُس نے مٹا دیا

مضمون شوق چھپ نہ سکا اسکو کیا کرون
گو مین نے خط رقیب کے خط مین ملا دیا

دنیا مین اک یہی ہے زیارت گہ جنون
خانہ خرابیون نے مرا گھر بسا دیا

لب خشک ہو رہے ہین کف دست شیخ مین
لو سچ کہو کہ قول رقیبون کو کیا دیا

تیر فراق و داغ تمنا و رشک غیر
دل ہو جگر ہو کھاتے ہین سب آپکا دیا

پیکان یار سینے سے کیونکر نکال دون
یہ ہے خدا کی دین کہ دل دوسرا دیا

تا حشر منکرین قیامت نہ مانتے
تجھکو بنا کے اُس کا نمونہ دکھا دیا

سمجھین گے خوب اُس بت نا آشنا سے داغ
گر ایک بار اور خدا نے ملا دیا

اِک بار میکشی نے مجھے کیا مزا دیا
سینے پہ چڑھ کے اُسنے خم مے پلا دیا

ہر اک کو مستعار دل مبتلا دیا
یون ہمنے اک زمانے کو عاشق بنا دیا

جو کچھ ہوا تو دل تجھے اے بیوفا دیا
تقدیر نے بگاڑ دیا یا بنا دیا

آخر کو جوش گریہ نے اتنا کیا اثر
نقش مراد صفحۂ دل سے مٹا دیا

احسان مانتا ہون تمہارے غیر کا
بگڑا ہوا مزاج تمہارا بنا دیا

وہ نامراد لطف اسیری ہون ہم صفیر
صیاد نے بھی مجکو چمن سے اوڑا دیا

اپنی تو زندگی ہے تغافل کیوجہ سے
وہ جانتے ہین خاک مین ہمکو ملا دیا

تھوڑی سی پی کے تلخی مے کا گلہ رہا
جب منھ کو لگ گئی تو نہایت مزا دیا

وہ ناز سے زمین پہ رکھتے نہ تھے قدم
تعریف کر کے اور بھی ہمنے اوڑا دیا

کام آگیا ہجوم رقیبون کا بزم مین
اُس فتنہ گر کی آنکھ سے مجکو چھپا دیا

تعریف جور اور پھر اس شد و مد کے ساتھ
میری زبان نے مجھے جھوٹا بنا دیا

یون ہو گئی نجات یہ تدبیر بن پڑی
ناصح کو ہمنے غیر کے پیچھے لگا دیا

کوئی بھی طول روز جزا سے غرض نہ تھی
میری شب فراق کی ضد سے بڑھا دیا

یارون کا میرا ساتھ ہے مانند برق و ابر
رو یا کیا بہت مجھے جس نے ہنسا دیا

انسان جلنتے تو نہ کہتے وہ یہ جواب
کیا جانے نامہ بر نے مجھے کیا بتا دیا

کہلا رہے ہین حاتم ثانی جناب شیخ
کیا جانے مے فروش کو حضرت نے کیا دیا

بجھتا گیا جو داغ سیہ کار دیکھنا
جنت کے گی آگ لگا دی جلا دیا

پُچھ جو قاتل کا تبسم نمک افشان ہوتا
کیا ہی پھیکا مرے زخمون سے نمکدان ہوتا

موت کا مجکو نہ کھٹکا شب ہجران ہوتا
میرے دروازے پہ گر آپکا دربان ہوتا

گر مرے ہاتھ تری بزم کا سامان ہوتا
میزبان مین کبھی ہوتا کبھی مہمان ہوتا

عشق تاثیر جو کرتا تو نہ پنہان ہوتا
رنگ میرا ترے چہرے سے نمایان ہوتا

دین و دنیا کے مزے جب تھے کہ دو دل ہوتے
ایک مین کفر اگر ایک مین ایمان ہوتا

دل کو آسودہ جو دیکھا تو اُنھین ضد آئی
اِس سے بہتر تو یہی تھا کہ پریشان ہوتا

خلد میں بندہ رہے عیش کے سامان بیکار
لطف تھا کہ یہ مجموعہ پریشان ہوتا

بے نیازی بجھی میری تمنا سے ہوئی
مجکو ارمان جو ہوتا تجھے ارمان ہوتا

عشق کچھ کھیل نہیں اے دل آرام طلب
سیکھنا تھا تجھے وہ کام جو آسان ہوتا

کیا غضب ہے نہیں انکو انسان کی قدر
ہر فرشتے کو یہ حسرت ہے کہ انسان ہوتا

حشر کے روز تجھے پاس عدالت ہوگا
بخشدیتا جو نہیں جرم تو احسان ہوتا

ہم پڑھے بیٹھے ہیں کلمہ بت کافر فن نے
تو نے دیکھا ہی نہیں کوئی مسلمان ہوتا

اے فلک ہجر میں گھنگھور گھٹا چھائی ہے
دامن ابر بھی میرا ہی گریبان ہوتا

ذبح کے بعد مجھے لطف خلش رہجاتا
کاش خنجر میں ترے تیر کا پیکان ہوتا

مرض عشق طبیبوں نے بہت الجھایا
آخر کار یہ آزار ہی درمان ہوتا

کون مدت سے ہے عادت مجھے تنہائی کی
پاس فردوس کے سنسان بیابان ہوتا

شکر کرتا ہوں ملی نعمت غم کھانے کو
آج فاقہ ہی مجھے اے شب ہجران ہوتا

ہو گئی بار گران بندہ نوازی تیری
تو نہ کرتا اگر احسان تو احسان ہوتا

بے تلاشی لیے رہتا نہ کبھی دست جنون
گر مری جیب کے اندر بھی گریبان ہوتا

داغ کو ہمنے محبت میں بہت سمجھایا
وہ کہا مان نہ لیتا اگر انسان ہوتا

دل پر اضطراب نے مارا
اسی خانہ خراب نے مارا

میری آنکھوں سے ہے عیاں مرگ
نرگس نیم خواب نے مارا

دیکھ لینا کہ حشر کا میدان
میرے حاضر جواب نے مارا

یاد کرتے ہو غیر کے اشعار
ہائے اس انتخاب نے مارا

دل لگاوٹ نے کر دیا بسمل
اور پھر اجتناب نے مارا

مجھکو ڈھونڈھا ملا نہ کعبے مین
ایسے خالی ثواب نے مارا

جان بچتی نظر نہین آتی
اب نگاہِ عتاب نے مارا

تھک گئے ہاتھ لکھتے لکھتے خط
اس سوال و جواب نے مارا

جا چکین خلد مین کہ دوزخ مین
طول روزِ حساب نے مارا

وصل دیکھا اگر وصال ہوا
مجھکو تعبیرِ خواب نے مارا

میری میت پہ کیون نہ برسے نور
غیرتِ آفتاب نے مارا

مجھکو بیتاب دیکھکر بولے
آپ کے اضطراب نے مارا

دیکھکر جلوۂ عرش ہوئے موسےٰ
داغ مجھکو حجاب نے مارا

اس کعبۂ دل کو کبھی ویران نہین دیکھا
اس بت کو کب اللہ کا مہمان نہین دیکھا

کیا تجھے عذابِ شبِ ہجران نہین دیکھا
تمکو نہ یقین آئے تو ہان ہان نہین دیکھا

کیا تو نے مرا حال پریشان نہین دیکھا
اس طرح سے دیکھا کہ مری جان نہین دیکھا

جب ہاتھ پڑا وصل مین شوخی سے کسیکا
پھر ہمنے گریبان کو گریبان نہین دیکھا

ہم جیسے ہین ایسا کوئی دانا نہین پایا
تم جیسے ہو ایسا کوئی نادان نہین دیکھا

جنت کے طلب گار ہزارون نظر آئے
محشر مین کوئی حور کا خواہان نہین دیکھا

نظرون مین سمایا ہوا ساماں نہین جاتا
لیلیٰ نے کبھی قیس کو عریان نہین دیکھا

اس بت کی محبت مین قیامت کا مزہ ہے
کافر کو کبھی دوزخ مین پشیمان نہین دیکھا

کہتے ہو کہ بس دیکھ لیا ہمنے ترا دل ÷
دل دیکھ لیا اور پھر ارمان نہین دیکھا

کیا ذوق ہے کیا شوق ہے سو مرتبہ دیکھون — پھر بھی یہ کہون جلوۂ جانان نہین دیکھا

محشر مین وہ نادم ہون خدا یہ نہ دکھائے — آنکھون نے کبھی اسکو پشیمان نہین دیکھا

جو دیکھتے ہین دیکھنے والے ترے انداز — تو نے وہ تماشا ہی مری جان نہین دیکھا

ہر چند ترے ظلم کی کچھ حد نہین ظالم — پر ہمنے کسی شخص کو نالان نہین دیکھا

گو نزع کی حالت ہے مگر پھر یہ کہون گا — کچھ تمنے مرا حال پریشان نہین دیکھا

تم غیر کی تعریف کرو قہر خدا ہے — معشوق کو یون بندۂ احسان نہین دیکھا

کیا جذب محبت ہے کہ جب کھینچنے سے کھینچا — سفاک ترے تیر مین پیکان نہین دیکھا

ملتا نہین ہم کو دل گم گشتہ ہمارا — تو نے تو کہین ای غم جانان نہین دیکھا

جو دن مجھے تقدیر کی گردش نے دکھایا — تو نے بھی وہ اے گردش دوران نہین دیکھا

کیا داد ملے اس سے پریشانی دل کی — جس بت نے کبھی خواب پریشان نہین دیکھا

مین نے اُسے دیکھا مرے دل نے اُسے دیکھا — تو نے اُسے اے دیدۂ حیران نہین دیکھا

تم کو مرے مرنے کی یہ حسرت یہ تمنا — اچھون کو بُری بات کا ارمان نہین دیکھا

لو اور سنو کہتے ہین وہ دیکھ کے مجھکو — جو حال سُنا تھا وہ پریشان نہین دیکھا

تم منہ سے کہے جاؤ کہ دیکھا ہے زمانہ — آنکھین تو یہ کہتی ہین کہ ہان ہان نہین دیکھا

کیا عیش سے معمور تھی وہ انجمن ناز — ہمنے تو وہان شمع کو گریان نہین دیکھا

ہنستی ہے مری قبر پہ رو رو کے محبت — یون خاک مین ملتے ہوے ارمان نہین دیکھا

کیون پوچھتے ہو کون ہے یہ کس کی ہے شہرت — کیا تمنے کبھی داغ کا دیوان نہین دیکھا

تو ہے مشہور دل آزار یہ کیا — پھر آتا ہے مجھے پیار یہ کیا

جانتا ہون کہ مری جان ہے تو
اور مین جان سے بیزار ہے کیا

پاؤن پران کے گرا مین تو کہا
دیکھ ہشیار خبردار یہ کیا

تیری آنکھین تو بہت اچھی ہین
سب انہین کہتے ہین بیمار یہ کیا

کیون مرے قتل سے انکار ہے کیون
اسقدر ہے تمھین دشوار یہ کیا

سر اڑاتے ہین وہ تلوارون سے
کوئی کہتا نہین سرکار یہ کیا

ہاتھ آتی ہے متاع الفت
ہاتھ ملتے ہین خریدار یہ کیا

خوبیان کل تو بیان ہوتی تھین
آج ہے شکوۂ اغیار یہ کیا

لے لیے ہنسنے لپٹ کر بوسے
وہ تو کہتے رہے ہر بار یہ کیا

وحشت دل کے سوا الفت مین
اور ہین سیکڑون آزار یہ کیا

ضعف رخصت نہین دیتا افسوس
سامنے ہے در دلدار یہ کیا

باتین سنئیے تو پھڑک جائیے گا
گرم ہین داغ کے اشعار یہ کیا

روکنا دلکو کہ شوق زلف دلبر لے چلا
تھامنا مجھکو کہ یہ سودا مرا سر لے چلا

اسکی محفل سے کہون کیا دلکو کیونکر لے چلا
ہار کر اک بار چھوڑا پھر مکرر لے چلا

نالہ چنکر دل کی باتین دل سے باہر لے چلا
یہ بشارت یہ خبر یہ مژدہ گھر گھر لے چلا

باندھ کر مشکین خیال زلف دلبر لے چلا
سانپ کے منھ مین مرا مجھکو مقدر لے چلا

چلدیا وہ شعبدہ گر مین یہی کہتا رہا
اسکو لینا وہ کوئی دلکو چرا کر لے چلا

ابر رحمت کا ہوا اہل جہنم کو گمان
سوے دوزخ مین جو اپنا دامن تر لے چلا

وہ سدھارے اپنے گھر مجھکو رہی یہ کشمکش
ضبط نے کھینچا ادھر دل سوی دلبر لے چلا

رشک دشمن نے مجھے آنکھیں دکھائیں در سے
شوق نظارہ جو چھٹ کے روزن در سے چلا

دل کی باتیں دل ہی جانے بیخودی ہے شوق میں
کس طرح لایا خدا جانے یہ کیونکر سے چلا

پھر بلایا یہ کہا پھر اسنے رخصت کیا
نامہ بر جب حسرتوں کا میری دفتر لے چلا

کیا ہوا کس سخت جانی سے ہو گئی قاتل کو لاگ
چھانٹ کر دشمن میں میں جو ایک خنجر لے چلا

سیکڑوں مہر شہادت ہیں مگر داغ گناہ
میں عدم کو خود بنا کر اپنا محضر لے چلا

آدمی کی کیا ہے طاقت جو ہوا کا ساتھ دے
ٹھوکریں کھا کر گرا جب مجھکو رہبر لے چلا

خوب رضوان سے فردوس میں جھگڑے ہوئے
جب بت کافر کو میں دلمیں چھپا کر لے چلا

کاتب اعمال سے محشر میں ہو گی گفتگو
اس لیے میں آپ اپنا حال لکھکر لے چلا

کوئی دامن گیر تھا کوئی گریبان گیر تھا
اسکو اپنے ساتھ جب میں روز محشر لے چلا

پھر رہی ادھر سے یہ قیامت سے نہیں مجھکو امید
ایک ڈورا میں ترے قد کے برابر لے چلا

بار عصیاں کسقدر ہے آدمی جزو ضعیف
یہ گرا دیگا جو اتنا بوجھ سر پر لے چلا

آنسوؤں کا قافلہ چلنے لگا نالے کے ساتھ
یہ جرس آواز پر اپنی لگا کر لے چلا

اسکی چتون پھرتے ہی محفل میں ہلچل پڑ گئی
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر لے چلا

منزل مقصود تک پہنچے بڑی مشکل سے ہم
ضعف نے اکثر بٹھایا شوق اکثر لے چلا

واے قسمت اب نہ آئیگا نہ لائیگا جواب
ایسا خط بھی تو صیاد ہی کا کبوتر لے چلا

چھین لیں یہ حسین یہ شہر ایسی لہر بہر
داغ کلکتے سے لاکھوں داغ دل لے چلا

کسنے کہا کہ داغ وفادار مر گیا
وہ ہاتھ ملکے کہتے ہیں کیا یار مر گیا

دام بلائے عشق کی وہ کشمکش رہی
اک اک پھڑک پھڑک کے گرفتار مر گیا

میرے ہی دم سے زندہ ہو آزار عشق کا
مین مرگیا اگر تو یہ آزار مرگیا

محجوب کر نہ جرم فغان پر کہ لطف کیا
شرم گناہ سے جو گنہگار مرگیا

بیداد گر کو رہ گئی کیا حسرت ستم
جب اپنی موت کوئی دل افگار مرگیا

بدتر ہے موت سے بھی زیادہ یہ زندگی
وہ جی گیا جو عشق کا بیمار مرگیا

ہو تیری جنس حسن مین تاثیر زہر کی
جس کی نظر پڑی وہ خریدار مرگیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین پس مرگ اسلیے
جانے کوئی کہ طالب دیدار مرگیا

جس سے کیا ہے آپ نے اقرار جی گیا
جسنے سُنا ہے آپ سے انکار مرگیا

کس بیکسی سے داغ نے افسوس جان دی
پڑھ کر ترے فراق کے اشعار مرگیا

جگر کو تھام کے مین بزم یار سے اُٹھا
ہر اک قرار سے بیٹھا قرار سے اُٹھا

ہمارے دل نے وہ تنہا اٹھالیا ظالم
ترا ستم جو نہ اک روزگار سے اُٹھا

ہوا نہ پھر کہین روشن یہ رشک تو دیکھو
کوئی چراغ جو میرے مزار سے اُٹھا

شب فراق اجل کی بہت دعا مانگی
جگر مین درد بڑے انتظار سے اُٹھا

ہوا ہے خون کی چھینٹون سے پیرہن گلزار
ترے شہید کا لاشہ بہار سے اُٹھا

ہمارے خط مین وہ مضمون سرگرانی تھا
کہ ایک حرف نہ اُس گلعذار سے اُٹھا

تمھارے جھوٹ نے بے اعتبار سب کیا
کہ جیسے ایک سے اُٹھا ہزار سے اُٹھا

اُسی کی راہگذر مین لگاے سو چکر
جو گرد باد ہمارے غبار سے اُٹھا

گلہ رقیب کا سنکر جھکی رہین آنکھین
حجاب کیا نگہ شرمسار سے اُٹھا

ترس رہے تھے شرابی کہ انگلیان اُٹھین
وہ ابر رحمت پروردگار سے اُٹھا

کسی نے پاے حنائی جو ناز سے رکھا
بھڑک کے شعلہ ہمارے مزار سے اُٹھا

رہی وہ حسرت دنیا کہ صبح محشر بھی
مین اپنے ہاتھون کو ملتا مزار سے اُٹھا

چھوٹتا اگر اُن کے قدم وہ کیون جاتی
اگر نہ ہاتھ دل بیقرار سے اُٹھا

وہ فتنہ فتنہ ہے وہ حشر حشر ہے یارب
جو بزم یار سے جو کوے یار سے اُٹھا

تم اپنے ہاتھ سے دو پھول غیر کو چنکر
یہ داغ کب دل امیدوار سے اُٹھا

عدو کی بزم مین دیکھو تو داغ کے تیور
ذلیل ہو کے بڑے افتخار سے اُٹھا

دل مبتلاے لذت آزار ہی رہا
مرنا فراق یار مین دشوار ہی رہا

ہردم یہ شوق تھا اُسے قربان کیجیے
ہین وصل مین بھی جان سے بیزار ہی رہا

احسان عفو جرم سے وہ شرمسار ہون
بخشا گیا مین تو بھی گنہگار ہی رہا

ہوتی ہین ہر طرح سے مری پاسداریان
دشمن کے پاس بھی وہ مرا یار ہی رہا

دن پہلوؤن سے ٹالدیا کچھ نہ کہ سکے
ہرچند اُن کو وصل کا اقرار ہی رہا

زاہد کی توبہ توبہ رہی گھونٹ گھونٹ پر
شیشون تلین اوڑا کے بھی ہوشیار ہی رہا

دیکھین ہزار رشک مسیحا کی صورتین
اچھا رہا جو عشق کا بیمار ہی رہا

صدقے مین تمنے چھوڑ دئے ہین اسیر
مین ہی رہا ہوا کہ گرفتار ہی رہا

لذت وفا مین ہے نہ کسی کی جفا مین ہے
دلدار ہی رہا نہ دل آزار ہی رہا

جلوے کے بعد وصل کی خواہش ضرور تھی
وہ کیا رہا جو عاشق دیدار ہی رہا

کہتے ہین جل کے غیر محبت داغ کی
معشوق اسکے پاس وفادار ہی رہا

حشر مین بھی مبتلا اُس پر جہان ہو جائیگا
جو یہان ہوتا ہے وہ اکدن وہان بھی جائیگا

دل سے بھی باتین نہین کرتا کبھی مین اسلئے
وہ ستمگر بدگمان یہ راز دان ہو جائیگا

آستین سے پونچھ لے بہتے ہوے آنسو مرے
ہاتھ تیرا جھپلئے قاتل روان ہو جائیگا

اُن کے گھر سے جب بجبر کر مین چلا تو یہ کہا
آپ کے جانیسے کیا سونا مکان ہو جائیگا

حُسن تیرا عشق میرا ہے بلاے روزگار
آفت آجائیگی یہ چرچا جہان ہو جائیگا

دل کو مدت مین کیا تھا خوگر طرز ستم
کیا خبر تھی وہ یکایک مہربان ہو جائیگا

چُپ رہون مین حشر مین یہ آپنے اچھی کہی
ہو سکیگا حال دل جتنا بیان ہو جائیگا

سخت جانی میری تیرونکو لائیگی لہو
ہر لب سوفار چشم خون فشان ہو جائیگا

دیکھ لینا آرزوے وصل مین میرا وصال
بیٹھے بیٹھے یونہین اکدن ناگہان ہو جائیگا

داغ کو ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تیرے عشق مین
ہائے ایسا شخص یون بے خانمان ہو جائیگا

ارمان بھرے دل کا نہ یون نام نکلتا
ناکامی جاوید سے بھی نام نکلتا

گر سلسلۂ نامہ و پیغام نکلتا
تو اے دل ناکام بڑا کام نکلتا

وہ چُپ ہی رہے ورنہ مرے ذکر وفا پر
تعریف مین بھی پہلو سے دشنام نکلتا

ہوتا ہے حسینون کا یہی وقت نمائش
ورنہ مہ کامل نہ سر شام نکلتا

وہ کاش مرے قتل کو آتے مگر آتے
ارمان تو اے گردش ایام نکلتا

فرہاد کو آتی نہ کبھی سینہ خراشی
گر لاکھ برس ہاتھ سے یہ کام نکلتا

معلوم نہ تھا یون تری باتون مین ہین گھاتین
آغاز مین کیا عشق کا انجام نکلتا

کیا حضرت زاہد ہی بنے پیر مغان آج
میخانہ سے باہر نہین اک جام نکلتا

گھبرا کے نکلتا نہ ترا ناوک دل دوز
پہلو مین اگر گوشۂ آرام نکلتا

آنکھون مین تو رہتی ہین وہ کافر کی آنکھین
آنکھون سے نہ کیون خون سیہ فام نکلتا

دشمن کی ندامت نے انھین پیار دلایا
اے کاش مرے ذمہ بھی الزام نکلتا

پیغامبر اُس شوخ کو لایا ہے مجھے لیک
خالی تری باتون سے نہین کام نکلتا

اے داغ سنا تے غزل اُس شوخ کو ہم بھی
گر شعر کوئی قابل انعام نکلتا

ہے رشک کہ اغیار کو دیکھا اُسو دیکھا
ہر چشم خریدار کو دیکھا اُسے دیکھا

تصویر رخ یار کو دیکھا اُسے دیکھا
خورشید پر انوار کو دیکھا اُسے دیکھا

مشتاق سی کھنچا گئے ہین محبوب کے انداز
جب طالب دیدار کو دیکھا اُسے دیکھا

حیرت سے ترے دیکھنے والے کی ہے ہر شکل
جس شخص نے دیوار کو دیکھا اُسے دیکھا

کیا فتنۂ محشر زن ہے جو اسمین نہین ہے
ظالم تری رفتار کو دیکھا اُسے دیکھا

دیکھا نہ اُسے دیکھ کے ہوش اوڑ گئے تیرے
ناصح بت عیار کو دیکھا اُسے دیکھا

کہتا ارنی گو سے کوئی جا کے سر طور
گر شعلۂ رخسار کو دیکھا اُسے دیکھا

عاشق کو یونہین دیکھتے ہین دیکھنے والے
ہر مرتبہ تلوار کو دیکھا اُسے دیکھا

وہ آنکھ دکھائین یہ تمنا نہین ہمسکو
جیسے کسی بیمار کو دیکھا اُسے دیکھا

آنکھ اپنی لڑی رہتی ہے محفل مین ہر اک سے
بیتاب جو دو چار کو دیکھا اُسے دیکھا

ای داغ اُسی شوخ کے مضمون بھرے ہین
جس نے مرے اشعار کو دیکھا اُسے دیکھا

دیکھنے گا یہ مزہ حشر مین جو جائے گا
آپ جو ظلم کرین گے وہی ہو جائے گا

کیا مرے قتل کا یون پردہ نہ ہو جائے گا
بیٹھ کر اہل عزا مین کوئی رو جائے گا

لیکے دل دوگے تو دو پہر مجھے ہو جائے گا
تم ذرا اُس سے بھی یہ پوچھ تو لو جائے گا

چین آے اُسنے تکیہ ترے سر کا بنکر
کاٹ ڈالون گا مرا ہاتھ جو سو جائے گا

غیر آیا ہے عیادت کو اگر آنے دو
وہ بھی کمبخت مری جان کو رو جائے گا

آسمان ہو کہ زمانہ ہو غرض کوئی ہو
تم جسے دوست بنا لوگے وہ ہو جائے گا

نامہ بر دیدۂ بیدار ہمارا لے جا
یہ تو جائیگا جو تو راہ مین سو جائے گا

کیون نگہبان بنے آپ پرائے دل کے
مفت کا مال ہے کھو جائے جو کھو جائے گا

حشر تک بات نہ جائیگی جو تم چاہو گے
گھر کا گھر ہی مین ابھی فیصلہ ہو جائے گا

کہ گیا ساقی سرشار یہ چلتے چلتے
آپ جو رنگ مین ڈبو دیگا ڈبو جائے گا

یہ وہ حالت ہے کہ ہنستون کو رلا دیتی ہے
جو ہنسانے مجھے آئیگا وہ رو جائے گا

فیصلہ آج کیے لیتے ہین جو کچھ ہو جائے
نہ سہی اُنسے خوشی رنج تو ہو جائے گا

روز جمتی ہین صفین نامہ برون کی بیکار
نہین جمتا وہ مرے ذہن مین جو جائے گا

خط کی لون نقل کہ قاصد کی اتارون تصویر
یہ بھی گم ہوگا مرا نامہ بھی کھو جائے گا

وصل کے باب مین کی عرض تو ہنسکر بولے
کیون مرے جاتے ہو ہو جائیگا ہو جائے گا

داغ تم داغ جدائی کے گلے کرتے ہو
چار چھینٹو نہین وہ چلتے ہوئے دھو جائیگا

رکے جو کام تو بیداد پر نہین چلتا
ہمارے بس مین ہے کچھ اپنا بس نہین چلتا

ہمارے سینے مین پہرون نفس نہین چلتا
جب اُسنے روک دیا کہ کے بس نہین چلتا

دکھائین کوچۂ قاتل مین جان نثارون کو
ہمارے ساتھ کبھی بوالہوس نہین چلتا

بہت ہمارے پھڑکنے سے تنگ ہے صیاد / کہ چار دن سے زیادہ قفس نہین چلتا
گذر گئے ہین جو دن پھر نہ آئینگے ہرگز / کہ ایک چال فلک ہر برس نہین چلتا
مریض غم سے چلے پیش کیا طبیبون کی / بغیر حکم الٰہی نفس نہین چلتا
وہ شہسوار بہت اپنے دل مین حیران ہی / کہ میری خاک سے آگے فرس نہین چلتا
وہ بدگمان ہے وہ نازنین مرا صیاد / کہ اپنے ہاتھ مین لیکر قفس نہین چلتا
کبھی ادھر تو کبھی ہے اُدھر وہ شاہسوار / یہ بانکپن ہے کہ سیدھا فرس نہین چلتا

ملے جو داغ تو کیسا بنا ہین ٹھیک اُسے
ہزار کوس سے کچھ اُن کا بس نہین چلتا

ایک ہی شکوہ مین سامان وصل کا برہم ہوا / کیا ہنسی مین رنج پھیلا کہین خوشی مین غم ہوا
حال میرا دوسرا گویا مزاج یار ہے / یہ سنبھالے سے نہ سنبھلیگا اگر برہم ہوا
ناامیدی تیرے صدقے تو نے دی ہی راحت مجھے / کم ہوا جب ایک ارمان ایک دشمن کم ہوا
بے اثر ہو تو بھی طوفان ہو نہین رونا تو ہو / حسرت اُس آنسو پہ ہی جو قطرۂ شبنم ہوا
چارۂ درمان سے بھی رہ رہ کے ابھری دل کی چوٹ / تھوڑے تھوڑے لطف سے بھی درد دل کم کم ہوا
آگے آگے رنگ لائیگا ابھی مضمون غم / نامہ بر کہتا ہے ایک ایک لفظ پر ماتم ہوا
درد دل معشوق کا غصہ نہین ای چارہ گر / یہ نہ بڑھ کر کم ہوا جب کم ہوا تو سم ہوا
صبح ہجر انہین ادھر غمگین اودھر انکا یہ حال / آئینے سے کہتے ہین یہ کیا مرا عالم ہوا

داغ پھر اُس آفت جان سے بڑھائی رسم وراہ
پہلے تھوڑا رنج پایا پہلے تھوڑا غم ہوا

لہو جب کم یہ ہے بیمار میرا / تو کیونکر دور ہو آزار میرا

یہ ہے دل باعث آزار میرا — یہ ہے غم خوار میرا یار میرا

پیام شوق بھی قاصد ادا ہو — نہ آئے نام بھی زنہار میرا

برائی مین بھی ہوگا کوئی مطلب — وہ کرتے ذکر کیون بیکار میرا

مجھے کوسین بلا سے گالیان دین — مگر وہ نام لین ہر بار میرا

کہون گا حشر مین یہ کون مین کون — مزہ دیجائے گا انکار میرا

خدایا حشر کے دن وہ پکارے — کہان ہے طالب دیدار میرا

قیامت ہے سنے وہ سر جھکائے — خدا کے سامنے اظہار میرا

مجھے تم جانتے ہو داغ ہون مین
کھین جاتا ہے خالی وار میرا

جب جوانی کا مزہ جاتا رہا — زندگانی کا مزہ جاتا رہا

وہ قسم کھاتے ہین اب ہر بات پر — بدگمانی کا مزہ جاتا رہا

داستان عشق جب ٹھہری غلط — پھر کہانی کا مزہ جاتا رہا

خواب مین تیری تجلی دیکھ لی — لن ترانی کا مزہ جاتا رہا

مٹ گئی اب داغ فرقت کی جلن — اس نشانی کا مزہ جاتا رہا

چھٹ سکے برسات مین کیونکر شراب — سرد پانی کا مزہ جاتا رہا

[illegible] نے اوٹھکر اوٹھایا بزم سے — ناتوانی کا مزہ جاتا رہا

غیر پر لطف و کرم ہونے لگا — مہربانی کا مزہ جاتا رہا

کوئی تجھپر بے غرض مرتا نہین — جانفشانی کا مزہ جاتا رہا

آپ وہ اپنے نگہبان بن گئے — پاسبانی کا مزہ جاتا رہا

دوسرا کوئی نہ تجھ سا بن سکا — نقش ثانی کا مزہ جاتا رہا

جب شراب کہنہ میں پانی ملا — اس پرانی کا مزہ جاتا رہا

دوسرا پورا پڑا قاتل کا ہاتھ — سخت جانی کا مزہ جاتا رہا

نامہ بر نے طے کیے سارے پیام — منہ زبانی کا مزہ جاتا رہا

کوئی دن کی آب ہوا کھاتے ہیں ہم — دانے پانی کا مزہ جاتا رہا

داغ ہی کے دم سے تھا لطف سخن — خوش بیانی کا مزہ جاتا رہا

وہ جانا پھیر کر چتون کسی کا — ہمارے ہاتھ میں دامن کسی کا

غبار آلودہ ہیں پائے حنائی — مٹا کر آئے ہو مدفن کسی کا

زمانے کے چلن سیکھے ہیں تونے — کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا

دل ویراں کو جب دیکھا تو بولے — یہ ہے اجڑا ہوا مسکن کسی کا

کہا غنچے سے مرجھا کر یہ گل نے — ہمیشہ کب رہا جوبن کسی کا

پڑا تھا ہائے کس کمبخت کے ہاتھ — کہ ہے نکلا ہوا دامن کسی کا

کلیجہ تھام لوگے جب سنوگے — نہ سنوائے خدا شیون کسی کا

گرے گی طور پر اک اور بجلی — چمکتا ہے رخ روشن کسی کا

گئے وہ جانب گور غریباں — برابر ہو گیا مدفن کسی کا

مرے ماتم میں وہ آئیں تو کہنا — کریں غم آپ کے دشمن کسی کا

کسی کا دم نکلتا ہے کسی سے — کسی پر حال ہے روشن کسی کا

تجلی روزن دل سے عیاں ہے — جھروکے سے ہوا درشن کسی کا

وہ پھرون دیکھتے ہین داغ کے داغ
کسی کی سیر ہے گلشن کسی کا

گیا ہے عرش معلے پہ شور نالون کا … خدا بھلا کرے آزار دینے والون کا
ادھین جو بحث قیامت سے ہو قیامت کی … عجیب حال دگرگون ہے پائمالون کا
وہ اپنا دست حنائی بھی رکھتے ڈرتے ہین … علاج کون کرے پیر دل کے چھالون کا
اسی سے پرسش اعمال ہو گئی پہلے … جواب سہل نہین تمھارے سوالون کا
فلک پہ شمس و قمر ہین زمین پہ لالہ و گل … مگر جواب کہان ہے تمھارے گالون کا
کہا یہ برق تجلی سے طور نے جل کر … ہمارا کیا ہے یہ حصہ ہے خوش جمالون کا
ہر ایک مار سیہ زلف و گیسو کا کل … تمھارے بال ہین یا کھیت ہے یہ کالون کا
کہین نہین تری درگاہ کے سوا یارب … فلک زدون کا ٹھکانا خراب حالون کا

وہ پھول والون کا میلہ وہ سیر یاد ہے داغ
وہ رد زجھرنے پہ جھمگٹ پری جمالون کا

ردیف بائے موحدہ

بزم سے آخر شب ہے سفر جام شراب … شام غربت ہوئی ساقی سحر جام شراب
مست سرشار کو سرشار سنبھالے کیا خاک … نہ تھمی دست سبو سے کمر جام شراب
کثرت مجمع اغیار سے محروم رہا ہے … نہ ہوا بزم مین مجھ تک گذر جام شراب
محتسب دے گا جواب اپنے ستم کا تو کیا … کل جو کوثر پہ ہوا دادگر جام شراب
یہ بھی اے محتسب اُس لال پری کا ہے اثر … اُڑ کے پہونچی ہے جو مجھ تک خبر جام شراب
خون رنگا مری پیاس سے یہ ای ساقی … کوئی پتھر کا نہین ہے جگر جام شراب

بزم دشمن مین رہے آپ تو صوفی بن کر
سرخ آنکھون مین کہان ہے اثر جام شراب

مے گلرنگ بنا ہجر مین خون ناب دل
چشم ناسور ہوئی چشم تر جام شراب

نہین معلوم کہ اے داغ ہے تو کس دھن مین
نہ تلاش بت مہوش نہ سر جام شراب

میرے ہی دم سے مہر و وفا کا نشان ہے اب
تجھ سا اگر نہین ہے تو تجھ سا کہان ہے اب

اک اک گھڑی ہے وعدہ کی اک اک برس مجھے
تم دو گھڑی کہو مری ورد زبان ہے اب

کیا مر گیا ہون دیکھ تو اے چارہ گر مجھے
اُن کی زبان سے میری وفا کا بیان ہے اب

آخر یہ ہو گیا دہن تنگ کا جواب
گنجایش اپنی آپکے دلمین کہان ہے اب

اس حال کو پہونچ گئین دل کی خرابیان
تیرا مکان ہے اب نہ خدا کا مکان ہے اب

باقی ہے آدھی رات مگر اس کا کیا جواب
گھبرا کے وہ یہ کہتے ہین وقت اذان ہے اب

سینے سے پھیر دست تسلی اوٹھا لیے
یہ بھی دل نحیف کو بار گران ہے اب

دیکھو ذرا سی شرم نے سب کچھ مٹا دیا
وہ آنکھ وہ نگاہ وہ چتون کہان ہے اب

بعد فنا بھی اور مکدر کیا اوسے
میرا غبار میرے لیے آسمان ہے اب

مین کیا کہ اُس نے غیر کو روکا ہے بارہا
جاتا ہوا رقیب بھی پاسبان ہے اب

کیا لطف دوستی کہ نہین لطف دشمنی
دشمن کو بھی جو دیکھیے پورا کہان ہے اب

اس دور مین نصیب کہان عیش جاودان
غم بھی اگر ملے تو وہی ارمغان ہے اب

قاصد کی خاک آئی ہے اوڑ کر ہوا کے ساتھ
ہر پرزہ پرزہ نامہ کا برگ خزان ہے اب

یہ کیا کہا کہ حشر کے دن آزمائین گے
مین خوب جانتا ہون مرا امتحان ہے اب

لو اور سنیے شکوۂ وصل رقیب پر
وہ صاف صاف کہتے ہین فرصت کہان ہے اب

لایا ہے مجکو بخت رسا بزم عیش مین ۔ مجھ سے ڈرو کہ دست مرا آسمان ہو اب

تم کو یقین نہین تو نہ ہو اُس کا کیا علاج
کمبخت داغ تم سے بہت بدگمان ہو اب

ردیف تاے فوقانی

عالم یاس مین گھبرائے نہ انسان بہت ۔ دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت

قتل ہونے نہ دیا شکر جفا نے مجھکو ۔ کام آتے ہین برے وقت مین اوسان بہت

غیر کیواسطے سب طرز ستم بھول گیے ۔ کچھ دوا کیجئے ہے آپ کو نسیان بہت

ہو گیا روز کے صدمون سے کلیجا پتھر ۔ نکلے ٹوٹے ہوے قاتل ترے پیکان بہت

کاش دو چار ہزارون مین تو ہون کافر عشق ۔ ہمنے کعبے مین بھی دیکھے نہ مسلمان بہت

سر اوٹھاتا نہین تو شرم جفا سے ظالم ۔ یاد کیے ہین کسی کمبخت نے احسان بہت

تم کہ بیداد کرو اور نہ شرماؤ ذرا ۔ ہم کہ ناکردہ گنہ اور پشیمان بہت

حسرتین روز نئی دل مین بھری جاتی ہین ۔ تھوڑے تھوڑے بھی ہو یکجاتے ہین مہمان بہت

سوچیے دلمین تو ہے عشق نہایت دشوار ۔ نہ سمجھئے تو یہی کام ہے آسان بہت

وعدہ کرتے ہی پلٹ جاؤ ہم اس سے خوش ہین ۔ دل غمگین کو خوشی کی تو ہو اک آن بہت

دل سے کسطرح بھلاؤن تجھے اے پردہ نشین ۔ بیخودی مین بھی تو رہتا ہے ترا دھیان بہت

رنگ لائیگا ترا دستِ حنائی کافر ۔ ایکدن لائین گے اس ہاتھ پہ ایمان بہت

حسرتین لے تو چلین روح عدم کو لیکن ۔ اس مسافر سے چلے گا نہ یہ سامان بہت

نہ ہوئی بات مین اے حضرت واعظ تاثیر ۔ یہ مسلم کہ پڑھا آپ نے قرآن بہت

بزم احباب مین اے داغ کبھی تو ہنس بول ۔ دیکھتے ہین تجھے ہر وقت پریشان بہت

ردیف دال مہملہ

تیری گلی سے گو ہو صبا یا نسیم بند
ہو گی نہ بوے کاکل عنبر شمیم بند

گو انکے گھر سے ہو گئے میرے ندیم بند
رکھتا نہین ہے کام کسی کا کریم بند

ہوگا دم اخیر بھی لب پر مرے الم
ہو گی زبان پڑھ کے الف لام میم بند

چھٹنے گئے تو حشر مین ہم سیر مین رہے
آخر کو ہو گیا در خلد نعیم بند

جو خود نہ کھا سکے وہ کھلا کسی کو کیا
رہتا ہے رات دن در گنج لئیم بند

قاتل کی طرز نیم تبسم اوڑائی ہے
لب نیم وا ہین زخم جگر کے تو نیم بند

الیسی سُنی ہین ہمنے بہت لن ترانیان
روکے سے کب ہوئی ہے زبان کلیم بند

روکے سے کوئی رکتی ہے مژگان دُر فشان
باندھے سے بھی نہ ہو کبھی دست کریم بند

چوری سے کوئی رات کو نکلا ہو دیکھئے
دروازہ گھر کا نیم ہے وا اور نیم بند

ہم بحر اشک روک کے رکھتے ہین آنکھ مین
کوئی کرے تو کوزے مین دریا حکیم بند

یون میرے دلمین گھر کئے ہین حسرتین
ہو جائے جیسے قلعے مین فوج غنیم بند

اے داغ اُنسے جور و جفا کا گلہ عبث
تیرے کہے سے ہو گی نہ رسم قدیم بند

ردیف راء مہملہ

جواب وصل نکلا آپ کے منہ سے نہین ہنسکر
شکایت بھی یہان آئی تو لب پر آفرین بنکر

ملا رہا ہم کو رکھنا تھا تو یون اے چرخ کہنا تھا
کدورت دلمین رہتی اُنکو کوچے کی زمین بنکر

جو کرتے پیروی مجنون کی ہم کیا ہم کو سودا تھا
مگر وہ دل مین بیٹھا لیلئ محمل نشین بنکر

رموز عشق سے واقف ہین وہ یہ سچ کہا تھا صبا
وہی دانا سہی چھپ جائینگے بھولے نہین بنکر

خیال نازکی سے کوئی نالے کر نہیں سکتا
ہزاروں آفتوں سے بچ گئے تم نازنیں بنکر

یہاں ہم بدنصیبوں کو جو سے ہیں نہیں آتی
الٰہی رہ گئی کیا خوبی قسمت وہیں بنکر

شراب عشق کی ہاں عجب تاثیر دیکھی ہے
بگڑ کر یہ کہیں دیتی ہے کیفیت کہیں بنکر

کدورت سے بری ہو جو محبت پاک ہوتی ہے
یہی وہ عطر ہے جو روح بھی اڑتے ہیں بنکر

نہیں ہوتا اثر جب لب تک آ نہیں سکتی
رہی ہے آہ سینے میں نگاہ شرمگیں بنکر

خراش سینہ سے یہ دست وحشت گل کھلا دیتا
بگاڑا جیب نے جیب آستیں نے آستیں بنکر

کوئی معشوق سے ایسی زبردستی بھی کرتا ہے
کہ تیرا نام چھپتا ہے مرے دل میں نگیں بنکر

تمہارے لب کے آگے خندۂ گل کا یہ نقشہ ہے
کہ جس صورت کوئی بد شکل اترا ہو حسیں بنکر

عتاب آلودہ چہرے کی ادا پر لوٹ ہوں قاتل
مرے دل پر چھری پھرتی تری چین جبیں بنکر

یہ سنتے ہیں رہا اک شور برپا انکی محفل میں
گئے تھے رات کو کیا داغ دیوانے کہیں بنکر

مٹ گیا عشق میں گھر سیکڑوں ویران ہوکر
پھر گئی آنکھ تری گردش دوران ہوکر

کیوں نہ مرجایئے اس چھیڑ پہ قربان ہوکر
دل میں چبھتی ہے تمنا تری مژگان ہوکر

جب کہیں جاتے ہو آتے ہو پشیمان ہوکر
تم کو جانا نہیں آتا ابھی مہمان ہوکر

اسکو حسرت نہ رہے دشمن ایمان ہوکر
کوئی دن دیکھ لو اے داغ مسلمان ہوکر

ہم تو اس داغ کے قائل ہیں جو ہوگا تا حشر
دل کے پردے میں چراغ تہ داماں ہوکر

درد سر ہونے لگا سنکے زیادہ تعریف
اٹھ گئے آج وہ محفل سے پریشان ہوکر

سانس بیتاب قدم تیز پریشان نظر
آئے ہو کیا طرف گور غریباں ہوکر

بخیہ گر کیسے مریم ہو تو کیا کام مجھے
غیر کا ہاتھ پڑے میرا گریبان ہوکر

خیر بہتر ہے تغافل ہی سہی سن لینا
جان پہ کھیل گیا کوئی پریشان ہو کر

مصلحت سے نہ کیا جور تو کیا ہوتا ہے
آدمی تو یہ کرے دل سے پشیمان ہو کر

نالے رہجاتے ہین رک رک کے مرے سینے مین
تیر بیٹھا ہے ترا حلق کا دربان ہو کر

یہ ہنر دست جنون کا یہ سلیقہ دیکھو
دھجیان اوڑتی ہین دامن کی گریبان ہو کر

کس خرابی مین ہین آزار محبت والے
یہ بگڑتا ہے مرض قابل درمان ہو کر

غیر کی خاک ترے کوچہ مین بیٹھیگی
اشک بہتے ہین مری آنکھ سے پیکان ہو کر

دیکھنے والو ہی سو عیب لگا دیتے ہین
کوئی جو چاہے کرے آنکھ سے پنہان ہو کر

اپنے ہاتھون سے وہ خط چاک کرے اے قاصد
یہ رہیگا مرے سینے پہ گریبان ہو کر

کیون نہ ہو زیر فلک طالع دشمن کو فروغ
بخت چمکا ہے چراغ تہ دامان ہو کر

ضعف سے خوش ہون کہ جب تیر رکھا سینے
انگلیان چھپ گئین لیتین تری پیکان ہو کر

اس نزاکت سے یہ ڈر ہے کہ گلے پر میرے
تیری تلوار نہ رہجائے گریبان ہو کر

تیری حسرت مجھے لائی ہے تری محفل مین
مین نہ نکلون گا کبھی غیر کا ارمان ہو کر

ہائے ویرانی دل بیسروسامانی دل
تیرے ارمان بھی پچھتاتے ہین مہمان ہو کر

نور کس کا ہے مرے دل مین کہ آہ کیساتھ
رہ گئی برق تجلی سی نمایان ہو کر

پاس رہنے کی محبت بھی تو ہو جاتی ہے
کیون کہین جائے ہماری شب ہجران ہو کر

تجکو معلوم بھی ہے رات کو در پر تیرے
یاد کرتا ہے کوئی روز غزل خوان ہو کر

داغ تو کعبے سے جاتا ہی جو بتخانے کو
شرم آئی نہین کمبخت مسلمان ہو کر

دل نکلے کسطرح ترے پیکان کو چھوڑ کر
جاتا ہے گھر سے کوئی بھی مہمان کو چھوڑ کر

دست جنون کا اور کرین چارہ گر علاج
سر پیٹتا ہون جیب و گریبان کو چھوڑ کر

اک پل کی زندگی بھی غنیمت ہے وار پر
ملتے ہین اشک خاک مین مژگان کو چھوڑ کر

اہل عدم سے کہہ دو مروت سے دور ہے
تنہا نہ جاؤنگا شب ہجران کو چھوڑ کر

آیا ہون تیرے دام مین صیاد باغ سے
اپنی مراد پر گل و ریحان کو چھوڑ کر

قاتل خدا کیواسطے اک زخم اور بھی
تلوار پھر سنبھال نمکدان کو چھوڑ کر

پوچھا جو انسے آؤگے کب ہنسکے چپ ہوے
چہرے پر اپنے زلف پریشان کو چھوڑ کر

دیکھی نہ ہوگی سیر کبھی اس شکار کی
دیکھو رقیب پر سگ دربان کو چھوڑ کر

ظالم تری نگہ نے کیا کام ہی تمام
نشتر چبھوتے ہین تو رگ جان کو چھوڑ کر

محشر سے جائین خلد مین یارب یہ کب ہوا
حیرت زدہ ہم اس بت حیران کو چھوڑ کر

دنیا مین اور کوئی نہو تا گناہ گار
پچھتا رہا ہون دامن عصیان کو چھوڑ کر

ہر چند رامپور مین ٹھہرا رہا ہے داغ
کسطرح جائے کلب علی خان کو چھوڑ کر

جو بل ہے تری زلف گرہ گیر سو باہر
وہ پیچ نہین ہے مری تقدیر سے باہر

حسرت دل حیران ہے نہ نکلی ہے نہ نکلے
نکہت نہ ہوئی غنچہ تصویر سے باہر

تم گھر سے تو نکلو کوئی آیا ہے مسافر
تم بات تو کر لو کسی رہگیر سے باہر

حیران ہین خود اپنی اداؤن سے جہانین
آئینے سے وہ گھر مین ہین تصویر سے باہر

دربان کے جھگڑے نے بڑا کام نکالا
گھبرا کے وہ نکلے اسی تدبیر سے باہر

در پردہ جو مضمون اسی مین نے لکھا ہے
ہے کاتب اعمال کی تحریر سے باہر

آئے ہو تو اب داغ ستم دیکھتے جاؤ
آتا ہے جگر نالہ شبگیر سے باہر

حسرت ہے تری تجھسے وفا وار زیادہ
نکلی نہ دل عاشق دلگیر سے باہر

کہتے ہین مری قبر پہ وہ پھر بھی تو دیکھین
یہ مردہ نکالو کسی تدبیر سے باہر

اے صید فگن دل مین کھٹکتا رہے پیکان
سوفار رہے سینۂ نخچیر سے باہر

اس تیغ نگہ سے وہ ادا ہوتی ہے ظاہر
شمشیر نکل آتی ہے شمشیر سے باہر

دل ناوک مژگان تو جگر تیر نگہ لے
اس تیر سے باہر ہون نہ اس تیر سے باہر

نقش قدم غیر کو اس کوچہ مین دیکھا
یہ پانون نہون حلقۂ زنجیر سے باہر

اک چشمۂ حیوان ہے تو اک چشمۂ کوثر
دو قطرے ہین آب دم شمشیر سے باہر

دلی سے تو کلکتے مین پہونچ کر اے داغ
کیونکر ہون حصار فلک پیر سے باہر

غیر بھی میری طرح کہتے ہین آہین کیونکر
مین بھی دیکھون تو نکلتی ہین نگاہین کیونکر

تو رہے عہد جوانی کی امنگ اور ترنگ
دل بھی مانے وہ نصیحون کو نباہین کیونکر

نہ دلاسا نہ تسلی نہ تشفی نہ وفا
دوستی اس بت بدخو سے نباہین کیونکر

زیر دیوار کبھی جھانک کہ تم دیکھ تو لو
ناتوان کرتے ہین دل تھام کے آہین کیونکر

چاہ کا نام جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو
وہ طریقہ تو بتا دو تمھین چاہین کیونکر

جب وہ آنکھون مین سمائے مرے دل مین آئے
بند ہون ناصح نافہم یہ راہین کیونکر

شرم سے آنکھ ملاتے نہین دیکھا ان کو
پار ہوتی ہین کلیجے کے نگاہین کیونکر

دردمندون سے کہین ضبط فغان ہوتا ہے
چپکے چپکے ترے بیمار کراہین کیونکر

چلبلے پن کسنے سکھلائے یہ طریقے کس نے
آگئین جور و جفا کی تمھین راہین کیونکر

لالہ و گل کو جو دیکھا تو کہا مجنون نے
سر پہ کانٹو کے ہون یہ سرخ کلاہین کیونکر

غیر کی چاہ کا دم بھرتے ہو تم کیا جانو — نالے کس طرح کیا کرتے ہیں آہیں کیونکر

داغ وہ چاہتے ہیں غیر کو چاہے یہ بھی
جو بُرا چاہے ہمارا اُسے چاہیں کیونکر

ردیف میم

محشر میں بھی کسی کے اوٹھائیں گے ناز ہم — ایسے نیاز مند ہیں اے بے نیاز ہم
چاہیں پئے نشاط سلیمان سے تخت و بخت — مانگیں مسیح و خضر سے عمر دراز ہم
کیا کیا بہانے موت سے کرتے ہیں ہر اک دن — تجھ سے زیادہ ہجر میں ہیں حیلہ ساز ہم
دل سے موافقت ہے نہ دلبر سے اتفاق — بے لاگ ہیں کسی سے نہیں رکھتے ساز ہم
ہوگی فقط شریک دعا ایک بیکسی — میت پر اپنی آپ پڑھینگے نماز ہم
انسان کی مجال یہ طاقت بشر کی ہو — تم جانتے ہو کیسے اٹھاتے ہیں ناز ہم
دل کی بری بھلی کو سمجھ لے پیامبر — کیا دخل دیں کہ اُسکے نہیں ہیں مجاز ہم
واعظ بھی نہ کہدے کہ پیدا ہی کیوں کیے — دنیا میں آئیں اور رہیں پاکباز ہم
اس میں بھی کوئی بھید ہے تم جانتے نہیں — کہتے ہیں ایک ایک سے کیوں دل کے راز ہم
جب سُنتے ہیں کہ آپ پہ دو چار مر گئے — دلواتے ہیں رقیبوں کی اپنے نیاز ہم

وہ دن گئے کہ داغ تھی ہر دم بتوں کی یاد
پڑھتے ہیں پانچ وقت کی اب تو نماز ہم

ردیف نون

شبِ وصل بھی لب پہ آئے گئے ہیں — یہ نالے بہت مُنھ لگائے گئے ہیں
خدا جانے ہم کس کے پہلو میں ہونگے — عدم کو سب اپنے پرائے گئے ہیں

وہی راہ ملتی ہے چل پھر کے ہمکو — جہان خاک مین دل ملائے گئے ہین

مرے دل کی کیونکر نہ ہو پائمالی — بہت اس مین ارمان آئے گئے ہین

گلے شکوے جھوٹے بھی تھے کس مزے کے — ہم الزام دانستہ کھائے گئے ہین

نگہ کو جگر زلف کو دل دیا ہے — یہ دونون ٹھکانے لگائے گئے ہین

رہے چپ نہ ہم بھی دم عرض مطلب — وہ اک اک کی سو سو سنائے گئے ہین

فرشتے بھی دیکھین تو کھل جائین آنکھین — بشر کو وہ جلوے دکھائے گئے ہین

چلو حضرت داغ کی سیر دیکھین
وہان آج وہ بھی بلائے گئے ہین

بت کو بت اور خدا کو جو خدا کہتے ہین — ہم بھی دیکھین تو اُسے دیکھکے کیا کہتے ہین

ہم تصور مین بھی جو بات ذرا کہتے ہین — سب مین اوڑ جاتی ہے ظالم اسے کیا کہتے ہین

کچھ تمھارے لب اعجاز نما کہتے ہین — پر سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا کہتے ہین

سب مجھے شیفتۂ ناز و ادا کہتے ہین — تم تو کہتے ہی نہین کچھ اسے کیا کہتے ہین

جو بھلے ہین وہ بردن کو بھی بھلا کہتے ہین — نہ برا سنتے ہین اچھے نہ برا کہتے ہین

بزم احباب مے ناب وصال معشوق — اب کسی شے مین نہین جس کو مزا کہتے ہین

نالہ بیساختہ قاصد کی زبان سے نکلا — کوئی رکتا ہے جسے تیر قضا کہتے ہین

اسکے ہاتھون سے یہی لت دخواری ہوگی — غیر اپنی تو خبر لین مجھے کیا کہتے ہین

سخن شاہ و گدا خیر سے خالی نہ سنا — وہ دعا کرتے ہین سب کو یہ دعا کہتے ہین

ہین گنہگار اگر عشق مجازی ہے گناہ — ہین خطاوار اگر اس کو خطا کہتے ہین

دعوی مہر و وفا اُن کی زبان پر آیا — اور سنیے کہ وہ میرا ہی کہا کہتے ہین

کوئی خوبی نظر آتی نہیں تجھ میں ظالم
اے فلک پیری و صد عیب بجا کہتے ہیں

وقت ملنے کا جو پوچھا تو کہا کہدینگے
غیر کا حال جو پوچھا تو کہا کہتے ہیں

چوٹ کھانے سے جو دل ٹوٹ گیا ہے اپنا
لوگ اسکو بھی ترا عہد وفا کہتے ہیں

نہیں ملتا کسی مضمون میں ہمارا مضمون
طرز اپنا ہے جدا سب سے جدا کہتے ہیں

کیا سناتے ہو کہ ہم قتل کرینگے تجکو
اسکو ہم مژدۂ اندوہ ربا کہتے ہیں

شکوۂ ہجر پر اس شوخ نے مجکو لکھا
جو رہے دل میں ہمیں اسکو جدا کہتے ہیں

پہلے تو داغ کی تعریف ہوا کرتی تھی
اب خدا جانے وہ کیوں اسکو برا کہتے ہیں

اس کی شرارتیں بھی قیامت سے کم نہیں
دل تجھسے برلے کسی صورت سے کم نہیں

اندوہ درد و یاس و غم و رنج اپنے پاس
جو کچھ ہے وہ تمھاری عنایت سے کم نہیں

دنیا میں ان بتوں نے جلایا ہے اس قدر
دوزخ بھی میرے واسطے جنت سے کم نہیں

مژگان نے تیرے چاک کیے عاشقوں کے دل
دست مژہ بھی پنجۂ وحشت سے کم نہیں

وہ لذت وصال سے لیتے ہیں جان و دل
یہ مہربانیاں بھی عداوت سے کم نہیں

کیا ماجرا کہوں دل امیدوار کا
اک آرزو ہزار مصیبت سے کم نہیں

یہ ناز یہ نگاہ یہ چھل بل یہ شوخیاں
تم اس سے بھی سوا ہو قیامت سے کم نہیں

اسکا ثواب لوٹنے والے ہمیں تو ہیں
نظارہ مکھڑے کا عبادت سے کم نہیں

ہو شام ہی سے وصل میں تمکو تلاش صبح
یہ انتظار بھی مری حسرت سے کم نہیں

وہ ابکے دل میں خوش ہوں یہ ہر بات پر کہا اور
شکر جفا وگرنہ شکایت سے کم نہیں

خون جگر بھی نہ کروں گا تمام عمر
جو رزق مل گیا مری قسمت سے کم نہیں

تو نے دیا فروغ تو ہے داغ آفتاب
ذرہ بھی ورنہ اُس کی حقیقت سے کم نہین

مجال کس کی ہے اے ستمگر سنائے جو تجھکو چار باتین
بھلا کیا اعتبار تو نے ہزار منہ مین ہزار باتین
رقیب کا ذکر وصل کی شب پھر اُس پہ تاکید ہے کہ سُنیئے
اُنھین تو اک داستان ٹھہری ہمین ہین ناگوار باتین
اُنھین نہ کیون عذر درد سر ہو جب اس طرح کا پیامبر ہو
غضب کیا عمر بھر کی اُسنے تمام کین ایک بار باتین
جو کیفیت دیکھنی ہے زاہد تو چل کے تو دیکھ میکدے مین
بہک بہک کر مزے مزے کی سنائین گے بادہ خوار باتین
نگاہین دشنام دے رہی ہین ادائین پیغام دے رہی ہین
کبھی نہ بھولین گے حشر تک ہم رہین گی یہ یادگار باتین
بہل ہی جائے گا دل ہمارا کہ ہجر کی شب کو رحم کھا کر
تمھاری تصویر بول اُٹھے گی کرے گی بے اختیار باتین
ہمارے سر کی قسم نہ کھاؤ قسم ہے ہم کو یقین نہ ہو گا
تمھارے ناپائدار وعدے تمھاری بے اعتبار باتین
مرے جنازے پہ کیون وہ آئے کہ الٹے طعنے مجھے سنائے
کہا کئے جو زبان پہ آیا سنا کیے سوگوار باتین
فسانۂ دردِ غم سنایا تو بولے وہ جھوٹھ بولتا ہے

سنی ہوئی ہے بہت کہانی نہ ہم سے ایسی بگھار باتین

مزہ تو اُس وقت جھوٹ سچ کا کھلے کہ ہے کون راستی پر
خدا کے آگے مرے تمھارے اگر ہون روز شمار باتین

ابھی سے ہے کچھ اداس قاصد ابھی سے ہے بدحواس قاصد
سنبھل سنبھل کر سمجھ سمجھ کر کرے گا کیا بیقرار باتین

تمھاری تحریر مین ہے پہلو تمھاری تقریر مین ہے جادو
پھنسے نہ کس طرح دل ہمارا جہان ہون یہ پیچدار باتین

بڑی بلا ہے یہ داغ پر فن کہ اس کو ہرگز نہ منھ لگانا
وگرنہ ڈھب پر لگا ہی لے گا سنین اگر اُس کی چار باتین

بتان ماہ وش اجڑی ہوئی منزل مین رہتے ہین
کہ جسکی جان جاتی ہے اسیکے دل مین رہتے ہین

ہزارون داغ پنہان عاشقونکے دل مین رہتے ہین
شرر پتھر کی صورت اُنکی آب و گل مین رہتے ہین

زمین پر پانون نخوت سے نہین رکھتے پری پیکر
یہ گویا اِس مکان کی دوسری منزل مین رہتے ہین

محبت مین مزہ ہے چھیڑ کا لیکن مزے کی ہو
ہزارون لطف ہر اک شکوۂ باطل مین رہتے ہین

خدا رکھے سلامت جنکو انکو موت کب آئے
تڑپتے لوٹتے ہم کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

ہزارون حسرتین وہ ہین کہ روکے سے نہین رکتین
بہت ارمان ایسے ہین کہ دلکے دل مین رہتے ہین

یہانتک تھک گئے ہین چلتے چلتے تیرے ہاتھون سے
کہ اب چپ چاپ ناوک سینۂ بسمل مین رہتے ہین

نہ پیچھے ہونگے زندون جبھی تو پاک لے نذر اہل
کہ یہ بیداغ میخانے کی آب و گل مین رہتے ہین

محیط عشق کی ہر موج طوفان خیز ایسی ہے
وہ ہین گرداب جو دامن ساحل مین رہتے ہین

خدا رکھے محبت نے کیے آباد دونون گھر
مین انکے دلمین رہتا ہون وہ میرے دلمین رہتے ہین

جو ہوتی خوبصورت تو نہ بچتی قیس سے لیلیٰ
مگر ایسے ہی ویسے پردۂ محمل میں رہتے ہیں

ہمارے سایے سے بچتا ہے ہر اک بزم میں اُنکی
ہمیں دیکھو کہ ہم تنہا بھری محفل میں رہتے ہیں

سراغ مہر الفت غیر کے دل میں نہ پاؤنگے
عبث وہ رات دن اُس سعیِ لاحاصل میں رہتے ہیں

بتوں کو محرم اسرار تو نے کیوں کیا یا رب
کہ یہ کافر ہر اک خلوت سرائے دل میں رہتے ہیں

فلک دشمن ہوا گردش نے دونوں کو جب ملی راحت
زیادہ راہرو کھٹکے مجھے منزل میں رہتے ہیں

تری ساقی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتوں کی
خدایا خوب دشمن ہو کہ جس مشکل میں رہتے ہیں

رہے پیر مغاں کے پاس کیونکر شیخ مصنوعی
جو رہتے ہیں تو کار صحبت کامل میں رہتے ہیں

ہمیں دشوار جینا عار تم کو قتل کرنے سے
بڑی مشکل میں رکھتے ہو بڑی مشکل میں رہتے ہیں

کوئی نام و نشان پوچھے تو اے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہیں

بد عہدیوں کو آپ کی کیا جانتے نہیں
کل مان جائینگے اسے ہم مانتے نہیں

وعدہ ابھی کیا تھا ابھی کھائی تھی قسم
کہتے ہو پھر کہ ہم تجھے پہچانتے نہیں

چھوٹے گی حشر تک نہ یہ مہندی لگی ہوئی
تم ہاتھ میرے خون میں کیوں سانتے نہیں

مہر و وفا کا کب انھیں آتا ہے اعتبار
جب تک اسے وہ خوب طرح جانتے نہیں

سر باز جان نثار محبت میں وہ دلیر
رستم بھی ہو تو کچھ اُسے گردانتے نہیں

انکا ہی مدعا تھا مرا مدعا نہ تھا
پر کیا کروں کہ وہ تو مری مانتے نہیں

تن جائینگے جو سامنے آئے گا آئینہ
دیکھیں تو کس طرح وہ بھویں تانتے نہیں

نکلا ہے جو زبان سے اُسکو نباہیے
ایسی وہ اپنے دل میں کبھی ٹھانتے نہیں

جب دیکھتے ہو مجھکو چڑھاتے ہو آستین
دامن عدو کے قتل پہ گرداتے نہین

کیا داغ نے کہا تھا جو ایسے بگڑ گئے
عاشق کی بات کا تو بُرا مانتے نہین

پردے پردے ہین عتاب اچھے نہین
ایسے انداز حجاب اچھے نہین

میکدے سے ہین ہو گئے چپ چاپ کیون
آج کچھ مست شراب اچھے نہین

جب سوال وصل پر کرتا ہون ضد
ڈر کے دیتے ہین جو اب اچھے نہین

والہ و شیدا کہو تم غیر کو
اُس کی جانب یہ خطاب اچھے نہین

اے فلک کیا ہے زمانے کی بساط
دم بدم کے انقلاب اچھے نہین

صورت اچھی ہے تو سیرت ہے بُری
ایسے معشوق انتخاب اچھے نہین

تو بھی اُسکی زلف پیچان ہو گیا
اے دل ایسے پیچتاب اچھے نہین

اور سُنیے مجھکو سمجھاتے ہین وہ
ڈھنگ یہ خانہ خراب اچھے نہین

کوئی بزم وعظ سے کہتا گیا
ایسے جلسے بے شراب اچھے نہین

توبہ کر لین ہم سے معشوق سے
بے مزہ ہین یہ ثواب اچھے نہین

اک نجومی داغ سے کہتا تھا آج
آپکے دن اے جناب اچھے نہین

کیا کہون تجھکو جو بے مہر فسون گر نہ کہون
جسکو دنیا کہے اس بات کو کیونکر نہ کہون

سنگدل کہنے سے تو آپ بُرا مان گئے
یہ جو کچھ سینے پہ ہے اُسکو بھی پتھر نہ کہون

فائدہ کیا جو کہون تم سے مصیبت اپنی
سامنے داور محشر کے یہ دفتر نہ کہون

مہربانی سے کسی شخص نے پوچھا ہے مزاج
سخت مشکل ہو کہ حالِ دل مضطر نہ کہون

چھیڑ کر حال عدو چھیڑ سے چپ ہو جاؤں
وہ کہیں پھر کہو میں اس کو مکرر نہ کہوں

بات کہنے کا مزہ کیا جو غلط تم سمجھو
گر یقین ہو تو کہوں گر نہ ہو باور نہ کہوں

میری شامت ہے کہوں آپکا بگڑا ہے مزاج
اُسکو بگڑا ہوا میں اپنا مقدر نہ کہوں

دل کی تاکید ہے ہر حال میں پاس وفا
کیا ستم ہے کہ ستمگر کو ستمگر نہ کہوں

غیر کا حال چھپائے سے کہیں چھپتا ہے
گو کسی وجہ سے میں آپکے منہ پر نہ کہوں

غیر کے واسطے دیدار بھی ہے داد بھی ہے
کس طرح گھر کو ترے عرصۂ محشر نہ کہوں

ابھی کچھ منہ سے جو نکلا تو کہیں جاؤ گے
داغ پھر مجھکو نہ کہنا جو برا ہے نہ کہوں

پھنسی ہوئی ہے یہ گردن تمھاری پھندوں میں
پھرا دی کوئی ہوا اتنا خدا کے بندوں میں

جنوں کی خانہ خرابی سے اب کہاں فرصت
پھنسا ہوا ہے یہ دن رات گھر کے دھندوں میں

اسی سے ہوتی ہیں انداز بے نیازی کے
جو ہے قدیم تمھارے نیاز مندوں میں

اڑا جو لیکے خط شوق ہو گیا عنقا
وہ تیز پر ہے کبوتر مرا پرندوں میں

نکل کے جائے کہاں دل تمھاری زلفوں سے
پھنسا ہے ایک یہ نخچیر دو کمندوں میں

خدا کا ذکر تو اُس بت کے سامنے کرتے
مگر وہ ایک ہی کافر ہے خود پسندوں میں

نکال لیتے ہیں درد کے ہم بھی دل کا بخار
جو بیٹھ جاتے ہیں دو چار دردمندوں میں

چڑھا دی نیزے پہ میرا سر کاٹ کے قاتل
کہ یہ شہید بھی نامی ہو سربلندوں میں

ہوئی ہے داغ محبت میں تھوڑی بدنامی
یہ منہ دکھانے کے قابل ہے بھائی بندوں میں

راہ پر انکو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتوں میں

کبھی تم جانتے ہو چند ملاقاتون مین
آزمایا ہے تمھین ہمنے کئی باتون مین

غیر کے سر کی بلائین جو نہین لیتے ظالم
کہ مرے قتل کو بھی جان نہین ہاتھون مین

ابر رحمت ہی برستا نظر آیا زاہد
خاک اڑتے نہ کبھی دیکھی نہ خراباتون مین

یارب اس چاند کے ٹکڑے کو کہانسے لاؤن
روشنی جسکی ہو ان تارون بھری راتون مین

تمھین انصاف سے اے حضرت ناصح کہدو
لطف ان باتون مین آتا ہے کہ ان گھاتون مین

دوڑ کر دست دعا ساتھ دعا کے جاتی
ہائے پیدا نہوئے پاؤن مرے ہاتھون مین

کیا قیامت ہے کہ ارمان بھرے کی حسرت
ایک شب جسکو میسر نہ ہو سو راتون مین

جلوۂ یار سے جب بزم مین غش آیا ہے
تو رقیبون نے سنبھالا ہے مجھے ہاتھون مین

ایسی تقریر سنی تھی نہ کبھی شوخ و شریر
تیری آنکھون کے بھی فتنے ہین تری باتون مین

عہد جمشید مین تھا لطف مئی ابر و ہوا
کب یہ معشوق تھے اسوقت کی برساتون مین

ہمسے انکار ہوا غیر سے اقرار ہوا
فیصلہ خوب کیا آپ نے دو باتون مین

ہفت افلاک ہین لیکن نہین کھلتا یہ حجاب
کونسا دشمن عشاق ہے ان ساتون مین

اور سنئے ابھی رندون سے جناب واعظ
چل دئے آپ تو دو چار ہی صلواتون مین

ہمنے دیکھا وہین لوگو کو ترا دم بھرتے
جنکی شہرت تھی یہ ہرگز نہین ان باتون مین

بیچتے دیتا ہے انھین عشق متاع دل و جان
ایک سرکار لئی جاتی ہے سوغاتون مین

دل کہے آگاہ تو ہے شیوۂ عیاری سے
اسلیئے آپ ہم آتے ہین تری گھاتون مین

وصل کیا وہ کسی طرح بہلتے ہی نہ تھے
شام سے صبح ہوئی انکی مداراتون مین

وہ گئے دن جو رہے یاد بتون کی اے داغ
رات بھر اب تو گذرتی ہے مناجاتون مین

نگاہ پھیر کے عذر وصال کرتے ہین
مجھے وہ الٹی چھری سے حلال کرتے ہین

زبان قطع کرو دل کو کیون جلاتے ہو
اُسی سے شکوہ اسی سے سوال کرتے ہین

نہ دیکھی نبض نہ پوچھا مزاج بھی تمنے
مریض غم کی یونہین دیکھ بھال کرتے ہین

مرے مزار کو وہ ٹھوکرون سے ٹھکرا کر
فلک سے کہتے ہین یون پائمال کرتے ہین

پس فنا بھی مری روح کانپ جاتی ہے
وہ رُوتے رُوتے جو آنکھون کو لال کرتے ہین

ادھر تو کوئی نہین جس سے آپ ہین مصروف
ادھر کو دیکھئے ہم عرض حال کرتے ہین

یہی ہے فکر کہ ہاتھ آئے تازہ طرز ستم
یہ کیا خیال ہے وہ کیا خیال کرتے ہین

وہان فریب و دغا مین کمی کہان توبہ
ہزار چال کی وہ ایک چال کرتے ہین

نہین ہے موت سے کم اک جہان کا چکر
جناب خضر یونہین انتقال کرتے ہین

چھری نکالی ہے مجھ پر عدو کی خاطر سے
پرائے واسطے گردن حلال کرتے ہین

یہان یہ شوق وہ نادان مدعا باریک
اُنھین جواب بنا کر سوال کرتے ہین

ہزار کام مزے کے ہین داغ الفت مین
جو لوگ کچھ نہین کرتے کمال کرتے ہین

بھوین تنی ہین خنجر ہاتھ مین ہے تن کے بیٹھے ہین
کسی سے آج بگڑی ہے کہ وہ یون بن کے بیٹھے ہین

دلون پر سیکڑون سکے ترے جوبن کے بیٹھے ہین
کلیجون پر ہزارون تیر اس چتون کے بیٹھے ہین

الٰہی کیون نہین اوٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے
ہمارے سامنے پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

یہ گستاخی یہ چھیڑ اچھی نہین ہے اے دل نادان
ابھی پھر روٹھ جائینگے ابھی وہ من کے بیٹھے ہین
اثر ہے جذب الفت مین تو کھنچکر آہی جائین گے
ہمین پروا نہین ہم سے اگر وہ تن کے بیٹھے ہین
سبک ہو جائین گے گر جائین گے وہ بزم دشمن مین
کہ جبتک گھر مین بیٹھے ہین وہ لاکھون من کے بیٹھے ہین
فسون ہے یا دعا ہے یہ معما کھل نہین سکتا
وہ کچھ پڑھتے ہوے آگے مرے مدفن کے بیٹھے ہین
بہت رویا ہون مین جب سے یہ مین نے خواب دیکھا ہے
کہ آپ آنسو بہاے سامنے دشمن کے بیٹھے ہین
کھڑے ہون زیر طوبیٰ وہ نہ دم لینے کو دم بھر بھی
جو حسرت مند تیرے سایۂ دامن مین بیٹھے ہین
تلاش منزل مقصد کی گردش اٹھ نہین سکتی
کمر کھولے ہوئے رستے مین ہم رہزن کے بیٹھے ہین
یہ جوش گریہ تو دیکھو کہ جب فرقت مین روتا ہون
در و دیوار اک پل مین مرے مسکن کے بیٹھے ہین
نگاہ شوخ و چشم شوق مین در پردہ چھنتی ہے
کہ وہ چلمن مین ہین نزدیک ہم چلمن کے بیٹھے ہین
یہ اٹھنا بیٹھنا محفل مین اونکا رنگ لاوے گا

قیامت بن کے اٹھین گے بھبوکا بن کے بیٹھے ہین

کسی کی شامت آئے گی کسی کی جان جائیگی
کسی کی تاک مین وہ بام پر بن ٹھن کے بیٹھے ہین

قسم دیگر

اٹھین سے پوچھ لو تم رنگ ڈھنگ اس کے
تمھاری بزم مین کچھ دوست بھی دشمن کے بیٹھے ہین

کوئی چھیتا پڑے تو داغ کلکتے چلے جائین
عظیم آباد مین ہم منتظر ساون کے بیٹھے ہین

محبت مین آرام سب چاہتے ہین
مگر حضرتِ داغ کب چاہتے ہین

خطا کیا ہے انکی جو اس بت کو چاہا
خدا چاہتا ہے تو سب چاہتے ہین

وہی انکا مطلوب و محبوب ٹھہرا
بجا ہی جو اس کی طلب چاہتے ہین

مگر عالم یاس مین تنگ آ کر
یہ سامان آفت عجب چاہتے ہین

اجل کی دعا ہر گھڑی مانگتے ہین
غم و درد و رنج و تعب چاہتے ہین

نہ تفریح و آسائشِ دل کی خواہش
نہ سامان عیش و طرب چاہتے ہین

قیامت بپا ہو نہ دل بلا ہو
یہی آج کل روز و شب چاہتے ہین

نہ معشوق فرخار سے ان کو مطلب
نہ یہ جام بنت العنب چاہتے ہین

نہ جنت کی حسرت نہ حور و نکی پروا
نہ کوئی خوشی کا سبب چاہتے ہین

نرالی تمنا ہے اہل کرم سے
ستم چاہتے ہین غضب چاہتے ہین

نہ ہو کوئی آگاہ راز نہان سے
خموشی کو یہ مہر لب چاہتے ہین

خدا انکی چاہت سے محفوظ رکھے
یہ آزار بھی منتخب چاہتے ہین

غم ہجر سے داغ مجبور ہو کر
کبھی جو نہ چاہا وہ اب چاہتے ہین

تمام رات وہ جاگین و سوئین سارے دن
خبر ہی کیا انھین کیونکر کٹے ہمارے دن

خدا بچائے قیامت کے ہین تمھارے دن
یہ پیاری پیاری جوانی یہ پیارے پیارے دن

مجھے گذرتی ہے اک گھڑی مصیبت کی
جو اسطرح سے گذارے تو کیا گذارے دن

کسی کے جاتے ہی گھر مین ہوئی وہ تاریکی
چراغ مین نے جلائے ہین آج سارے دن

وہ بدنصیب ہین جن آئے نہ یہ قیامت تک
جو غیر کے ساتھ شب وصل کو پکارے دن

تمھاری طرح بھی ہوگا نہ کوئی ہرجائی
تمام رات کہین ہو کہین ہو سارے دن

مرے جگر پہ ہین داغ فراق روز فراق
دکھا رہا ہے چمکتے ہوے ستارے دن

شب فراق ہو کیونکر نصیب روز فراق
کہ زلف لیلی شب کس طرح سنوارے دن

لڑین جو غیر کی عشرت سوا ہے لیل و نہار
تو رات انسے ہو بات دن سے ہارے دن

انھون نے وعدہ کیا آج شبکو آنے کا
خوشی تو جب ہے خدا خیر سے گذارے دن

ہمیشہ تمکو مبارک ہو داغ روز نشاط
پھرین ہمارے بھی جیسے پھرے تمھارے دن

درد دل کا کوئی پہلو جو نکالون تو کہون
اپنے روٹھے ہوے دلبر کو منالون تو کہون

زہر سے کم نہین احباب کے طعنے مجھکو
جو ہے دلمین وہ نہین بہانہ بنالون تو کہون

پوچھتے کیا ہو یہ کیسا ہے کتابی چہرہ
پہلے مین ہاتھ مین قرآن اٹھالون تو کہون

جو مرے دل مین ہے کہتے ہوے جی ڈرتا ہے
گڑگڑالون تو کہون پاؤن پالون تو کہون

مین نے پائی ہے جو ان تیغ ادا مین لذت
سامنے خضر و مسیحا کو بٹھالون تو کہون

شب ہجر میں جو کچھ اس سے ہوئی ہیں باتیں
تیری تصویر کو سینے سے لگاؤں تو کہوں

یک بیک سنکے مرا حال وہ گھبرا جائینگے
ہمنشیں میں وہ نہیں باتوں میں لگاؤں تو کہوں

میں ہوں مشتاق وہ بدمست فسانہ ہے دراز
دل کو تھاموں تو کہوں اسکو سنبھالوں تو کہوں

رات بھر ہجر میں جاگا ہوں میں اے داور حشر
حال دل کوئی گھڑی آنکھ لگاؤں تو کہوں

ہتھکنڈے غیر کے سنکر مجھے مکرا لوگے
پہلے دو چار گواہی کو بلا لوں تو کہوں

حال غم کے لئے اسکی بھی شہادت ہے ضرور
ڈیڑھ انچھر دل مضطر کو پڑھا لوں تو کہوں

جو گذرتی ہے مرے دم پہ نہ پوچھو مجھسے
گالیاں عشق محبت کو سنا لوں تو کہوں

داغ پابند قفس ہوں نہیں کچھ کر سکتا
دام صیاد سے میں چھوٹ کے جاؤں تو کہوں

جو پڑے ہو نہ صحرا میں جو لکڑی ہو گلشن میں
گریباں نہیں گریباں ہو نہ وہ دامن ہے دامن میں

قیامت کی تجلی ہے تمہارے روئے روشن میں
مجھے ڈر ہے کہ دیکھو آگ لگ جائے نہ چلمن میں

تمہارے واسطے میں غیر کو تنہا نہ چھوڑونگا
سمجھ لینا کہ وہ مرکر گڑے ہیں ایک مدفن میں

کسیکے خوف سے جی کھول کر رویا نہیں جاتا
کہ جو آنسو ٹپکتا ہے چھپا لیتا ہوں دامن میں

گرے کوسوں الگ خون خطرے کا ٹپک کھلی
اگر تخم محبت ایک بھی ہو سارے خرمن میں

مسخر کر لیا آخر کو بنگالے کے جادو نے
بڑا بول آگے آیا ہم جو بولے تھے لڑکپن میں

مزہ جب ہے کہ اس انداز سے ہوں [illegible]
ہمارا ہاتھ سینے پر تمہارا ہاتھ گردن میں

کبھی ہم وحشیوں کو گھر کی آبادی نہیں بھاتی
اگر کوئی نہ ہو تو خانہ ویرانی ہے مسکن میں

بتایا آپ نے تعلیم دیکر اپنے مطلب کا
بھلا کیونکر نہ ساری خوبیاں آ جائیں دشمن میں

نئے گل پھولتے ہیں کیا نرالے رنگ کھلتے ہیں
بہاریں جو تری محفل میں ہیں کب ہیں وہ گلشن میں

غضب ہے داغ یہ دن رات یہ برسات یون گذری
کہان وہ رشک گل جھولا جھلاتا ہین جسکو ساون مین

کچھ آنے لگا جیسے اثر آہ رسا مین
دل اور رہا مین ہی جگر اور رہا مین

تمکین تری شوخی مین تو شوخی ہے حیا مین
غمزہ ترے انداز مین انداز ادا مین

دو باتون کی فریاد ہے درگاہ خدا مین
رحم آئے ترے دل مین اثر میری دعا مین

اغیار نہ روکین مجھے احباب تھا مین
ملجائے مگر دست سبو لغزش پا مین

اے نامہ بر اس بت کی وہی راہ گذر ہے
سجدے کا نشان جس کے ہو نقش کف پا مین

آنکھین تری بیمار ہوئین شرم جفا سے
زلفین ہین گرفتار مری دل کی بلا مین

اللہ انھین تو نظر بد سے بچانا
بن ٹھن کے وہ بیٹھے ہین مرے اہل عزا مین

کھینچا ہی کسی ہاتھ نے کیا دامن دلکو
جب بھول کے رکھا ہے قدم راہ خدا مین

کیون دور ہوا ہے چارہ گر آزار ہمارا
کچھ روح مسیحا تو نہین تیری دوا مین

تھا عقدہ کشا کون کہ موجود ہین دیکھو
ٹوٹے ہوے ناخن گرہ بند قبا مین

آنکھین ترے تلوون سے ملین کس نے پی وصل
دو پھول سے نرگس کے بنے ہین کف پا مین

دیتے ہو مجھے گریۂ بے صرفہ کے طعنے
تم ڈوب نہ جانا عرق شرم و حیا مین

فریادی فرقت ہین بہت چاہنے والے
کیسی ہو جو آجائے اثر سب کی دعا مین

سنتے ہین وہ عشاق کی آہین بہ دل اور
پھر یہ بھی شکایت ہے کہ گرمی ہے ہوا مین

تو دوست ہے کسطرح نہ لین تیری بلائین
ہم کو دو بڑا کرتے ہین دشمن کی بلا مین

کب یہ دل البتہ ہوا بار نزاکت
ہان ایک گرہ اور بڑہی زلف دوتا مین

اس دام سے چھٹنا کوئی آسان ہے ظالم
تو دل مین ہے دل زلف مین ہے زلف بلا مین

ہے بعد فنا بھی وہ تباہی کہ مری خاک
تھوڑی سی ہی مین ہو بہت سی ہے ہوا مین

کیا ہاتھ اٹھاتے ہی نہ اٹھیگی قیامت
بس جان لو تم فیصلہ ہو اب کی دعا مین

کہتے نہین کچھ اور ثنا کرتے ہو سب کی
ہم کو تو مزہ آنے لگا شرم و حیا مین

افسوس گلا کاٹ کے تم بھی نہ سکے ہم
مصروف رہے ہاتھ شب ہجر دعا مین

تجھے اُس بت مغشوش کے بہت چاہنے والا
انگشت نما داغ ہوا ساری سبھا مین

دل گیا تجھے لیا ہم کیا کرین
جانے والی چیز کا غم کیا کرین

مین نے مر کر جو مین پائی شفا
ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کرین

ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی
رفتہ رفتہ اُس سے بھی کم کیا کرین

کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین
دم نکلتا ہے وہ ہمدم کیا کرین

دل نے سیکھا شیوۂ بیگانگی
ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

معرکہ ہے آج حسن و عشق کا
دیکھیے وہ کیا کرین ہم کیا کرین

تند خو ہے کب سُنے وہ دل کی بات
اور بھی برہم کو برہم کیا کرین

آئینہ ہے اور وہ ہین دیکھیے
فیصلہ دونون یہ باہم کیا کرین

کہتے ہین اہل سفارش مجھے داغ
تیری قسمت ہے بُری ہم کیا کرین

صاف کب امتحان لیتے ہین
وہ تو دم دیکے جان لیتے ہین

یون ہے منظور خانہ ویرانی
مول میرا مکان لیتے ہین

تم تغافل کرو رقیبون سے
جاننے والے جان لیتے ہین

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
نامہ بر سے زبان لیتے ہین

آپ ہی گر پڑے ضعف سے نالے
ساتوان آسمان لیتے ہین

تیرے خنجر سے بھی تو اے قاتل
نوک کی نوجوان لیتے ہین

اپنے بسمل کا سر ہے زانو پر
کس محبت سے جان لیتے ہین

یہ سنا ہے مرے لئے تلوار
اک مرے مہربان لیتے ہین

یہ نہ کہہ ہم سے تیرے منہ مین خاک
اسمین تیری زبان لیتے ہین

کون جاتا ہے اس گلی مین جسے
دور سے پاسبان لیتے ہین

منزل شوق طے نہین ہوتی
ٹھیکیان ناتوان لیتے ہین

کر گذرتے ہین ہو بری کہ بھلی
دل مین جو کچھ وہ ٹھان لیتے ہین

وہ جھگڑتے ہین جب رقیبون سے
بیچ مین مجکو سان لیتے ہین

ضد ہر اک بات پر نہین اچھی
دوست کی دوست مان لیتے ہین

مستعد ہو کے یہ کہو تو سہی
آیئے امتحان لیتے ہین

داغ بھی ہے عجیب سحر بیان
بات جس کی وہ مان لیتے ہین

ردیف واؤ

دل دادخواہ ظلم جو آئینہ جوش ہو
عاشق کے دل مین اور تری آرزو نہ ہو

کھٹکا ہوا ہون خار تمنا سے اس قدر
لے تو چلا ہے ناصح نادان پیام وصل

کل عرصہ گاہ حشر مین پھر تو ہی تو نہ ہو
اس باغ کا تو پھول ہو پھر اس مین تو نہ ہو

ڈرتا ہون یاس سے بھی کہین آرزو نہ ہو
مین شرط باندھتا ہون مجھے آبرو نہ ہو

اے واے عشق خانۂ دل گھر ترا سہی
آباد یہ مکان تو جب ہو کہ تو نہو

اس فکر مین کچھ اسنے نہ ہم بات کر سکے
یہ گفتگو نہ ہو کہین وہ گفتگو نہو

مین ناشکیب ہکر نہ کرونگا یقین کبھی
جبتک عدو کے خون کی خنجر مین بو نہو

اک تیری دوستی سے ہوئی سب مین دشمنی
گر یہ نہو تو کوئی کسی کا عدو نہ ہو

بخشے ہی جائین شرم حضوری سے لاکھ جرم
دنیا مین کیا کرین جو خدا روبرو نہ ہو

ہم بادہ نوش پائون تر کہین بہشت مین
جبتک ہمارے سامنے جام و سبو نہو

ہمپاک دل رقیب کی جب فکر کیجیے
پہلے یہ دیکھ لیجیے پہلا رفو نہ ہو

کافر خدا کرے کہ غلط ہو مرا گمان
جو مین سمجھ رہا ہون وہ اے کاش تو نہو

کیا رشک ہے کہ طالب ہجران ہین اسلیے
جو مجکو ہے رقیب کو وہ آرزو نہ ہو

مجکو جناب شیخ کی دعوت ضرور ہے
ایسی کہین شراب ملے جسمین بو نہ ہو

مٹی کی مورت اچھی تو اے داغ خوب ہے
معشوق کیا جو شوخ نہو خوش گلو نہ ہو

ممکن نہین کہ تیری محبت کی بو نہ ہو
کافر اگر ہزار برس دل مین تو نہ ہو

کیا لطف انتظار جو تو حیلہ جو نہ ہو
کس کام کا وصال اگر آرزو نہ ہو

محشر مین اور اون سے مری دوبدو نہو
کہنے کی بات ہے جو کوئی گفتگو نہ ہو

قاتل اگر نہ شوخ ہو خنجر اگر نہ تیز
رگ رگ مین بیقرار ہمارا لہو نہ ہو

خلوت مین تجکو چین نہین کسکا خوف ہے
اندیشہ کچھ نہ ہو جو نظر چارسو نہ ہو

سرخی ہے تیغ پر نہ حنا تیرے ہاتھ مین
قاتل کہین سفید عدو کا لہو نہ ہو

وہ آدمی کہان ہے وہ انسان ہے کہان
جو دوست کا ہو دوست عدو کا عدو نہ ہو

دل کو مسل مسل کے ذرا ہاتھ سونگھیے
ممکن نہین کہ خون تمنا کی بو نہ ہو

زاہد مزہ تو جب ہے عذاب و ثوابکا
دوزخ مین بادہ کش نہون جنت مین تو نہ ہو

معشوق پھیر اس سے زیادہ کوئی نہین
کیا دل لگی ہے جو تری آرزو نہ ہو

ایسے کہان نصیب کہ وہ بت ہو ہمکلام
ہم طور پر بھی جائین تو کچھ گفتگو نہ ہو

دست دعا کو ملتی ہے تاثیر عرش سے
جو ہاتھ سے ہو پاؤن سے وہ جستجو نہ ہو

غش آنجائے دیکھکے قاتل کو موج خون
نازک مزاج کا کہین ہلکا لہو نہ ہو

بے لاگ کا مزہ دل بے مدعا کے ساتھ
تم کیا کرو کسی کو اگر آرزو نہ ہو

یہ ٹوٹ کر کبھی نہ بنے گا کسی طرح
زاہد شکست توبہ شکست سبو نہ ہو

اے داغ آکے پھر گئے وہ اسکو کیا کرین
پوری جو نامراد تری آرزو نہ ہو

موت اس دن کو جو تجھسے ستم ایجاد نہ ہو
مین تو مرجاؤن اگر لذت بیداد نہ ہو

زلف وہ دام کہ جس دام سے آزاد نہو
آنکھ وہ چور کہ جس چور کی فریاد نہو

بات کا زخم ہے تلوار کے زخمون سے سوا
کیجیے قتل مگر منہ سے کچھ ارشاد نہو

غیر کا خون بہانا مری تربت پہ ضرور
آبرو دار کی مٹی کہین برباد نہ ہو

ہائے وہ دل وہ کلیجہ مین کہان سے لاؤن
وصل مین شاد نہ ہو ہجر مین ناشاد نہ ہو

جور کے بعد ہے اب حرف تسلی کیا!
اُس سے فرمایئے جس کو وہ گھڑی یاد نہو

دیکھ اے شام غریبی وہ مسافر مین ہون
جس کا گھر بار نہ ہو جس کو وطن یاد نہو

ہے یہی حسن کی شہرت تو ہمارا ذمہ
کہ ترے کوچہ مین اک شہر جو آباد نہو

محو آرائش زینت ہی رہے آٹھ پہر
تجکو اللہ کرے فرصت بیداد نہ ہو

بدگمانی بھی محبت مین بری ہوتی ہے
وہ یقین ہو مجھے جس بات کی بنیاد نہو

حشر تک اس کی بہارین نہ مٹینگی زاہد
کوچۂ یار ہے یہ جنت شداد نہ ہو

میری شامت کہ پڑھا قصۂ شیرین مین نے
مجھ سے وہ کہتے ہین صاحب تمھین فرہاد نہو

آدمی وہ ہی جو چتون کا اشارہ سمجھے
مجھکو معلوم ہوا منھ سے کچھ ارشاد نہو

ہے مرے دل کی تباہی پہ تعجب کیا خوب
آپ برباد کرین جسکو وہ برباد نہ ہو

لے وہ دشنام سہی خلعت و عزت نہ سہی
جو عطا غیر کو ہو وہ مجھے امداد نہ ہو

اٹھ سکین اس نگہ ناز کی چوٹین کس سے
رو برو تیرے جو آئینۂ فولاد نہ ہو

تم مکان مول نہ لو غیر کے ہمسائے مین
آج تک وہ نہوا ہے کبھی آباد نہ ہو

لاکھ گھاتین ہین کہین دل کے پھنسانیکی
ہمین صیاد ہون اُسکے جو وہ صیاد نہ ہو

کوستے ہین وہ الٰہی کہ دعا دیتے ہین
داغ کو دیکھکے کہتے ہین یہ ناشاد نہ ہو

تم کو چاہا تو خطا کیا ہے بتا دو مجھکو
دوسرا کوئی تو اپنا سا دکھا دو مجھکو

کون ہوتا ہے کڑی بات کا سننے والا
گالیان تم کو سکھا دین یہ دعا دو مجھکو

دل مرا ہاتھ مین لیتے ہی الگ پھینک دیا
مال ایسا یہ نہین لاؤ اٹھا دو مجھکو

باغ فردوس مین بھی بوے وطن یاد رہے
عطر مٹی کا دم مرگ سنگھا دو مجھکو

غیر کو دست حنائی نہ دکھاؤ دیکھو
گر نشانی ہے یونہین آگ لگا دو مجھکو

تم کو تو حشر کے دن لاکھ مین پہچان لیا
مین بھلا کون ہون میرا تو پتا دو مجھکو

وہ جو سوئے بھی شب وعدہ یہ کہکر سوئے
جب وہ آئے تو اسی وقت جگا دو مجھکو

اب خدا چاہے تو مین تم کو نچاہون ہرگز
پھر یہ تقصیر ہو مجھسے تو سزا دو مجھکو

زہر بھی وہ نہین دیتے مری قسمت دیکھو
چھوٹے منھ بھی جو کہون پان لگا دو مجکو

دل مین سو شکوۂ غم پوچھنے والا ایسا
کیا کہون حشر کے دن یہ تو بتا دو مجکو

مجکو ملتا ہی نہین مہر و محبت کا نشان
تمنے دیکھا ہو کسی مین تو بتا دو مجکو

ہمدمون اتنے مین کہجاؤنگا حالت دلکی
دو گھڑی کے لیے دیوانہ بنا دو مجکو

بیمروت دل بیتاب سے ہو جاتا ہے
شیوۂ خاص تم اپنا ہی سکھا دو مجکو

تم بھی راضی ہو تمھاری بھی خوشی ہے کہ نہین
جیتے جی داغ یہ کہتا ہے مٹا دو مجکو

کیون میری آہ سرد اونہین ناگوار ہو
یہ وہ ہوا نہین جو کلیجے کے پار ہو

یون میرے ساتھ دفن دل بیقرار ہو
چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہو

وعدے سے پیشتر یہ دعا مانگ لیجیے
یارب مری قسم کا اُسے اعتبار ہو

ہم آدمی ہین کام کے ای ناصح شفیق
دیکھو ہمارے کام جہان اختیار ہو

دو دن اپنے دل کو رنج یہ شرط وفا نہین
اس سے اگر پھرون تمھین کیا اعتبار ہو

تم کو تو شوخیون سے نہین چین رات دن
مین جانتا ہون میرے لیے بیقرار ہو

تیرے غضب سے رتبہ قیامت کو کونسا
یہ لاکھ بار ہو وہ اگر ایک بار ہو

آسودگان خاک سے قاتل کو لاگ ہے
اے سونیوالے جاگ اُٹھو ہوشیار ہو

اترا رہے ہین حشر کو وہ تیرے لطف پر
ایسا غضب نہ اے مری پروردگار ہو

ایسے کو تو خدا کی قسم چھوڑنا ہی کفر
تجھسا حسین ہو اور یہ دل بیقرار ہو

ناصح کی گفتگو سے ہوئین بدگمانیان
ایسا نہ ہو رقیب کا درپردہ یار ہو

کرتا ہے اس سے شکوۂ فرقت تجھے لحاظ
تصویر یار بھی نہ کہین شرمسار ہو

جھپکی جو آنکھ ہجر کی شب آئی یہ ندا
اے ننگِ عشق مر نہ گیا ہوشیار ہو

یہ داغ پارسائی کی شہرت ہے اندنون
لاکھون مین ہو نہ ہو وہی پرہیزگار ہو

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو
دو دن مین یہ مزاج ہو آگے تو خیر ہو

مر جائین دونون قہر و غضب تو سیر ہو
تم ہو تمھارا گھر ہو نہ ہم ہون نہ غیر ہو

چاہین اگر وہ کافر و دیندار مین سلوک
بتخانے مین ہو کعبہ تو کعبے مین دیر ہو

کیون دعوی رقیب سراپا نہ ہو غلط
جب اُس کی بات کا کوئی سر ہو نہ پیر ہو

کیسا وصال کیسی تسلی کہان کا لطف
کچھ ہو نہ ہو بلا سے مرے دل کی خیر ہو

دیتے ہین لو یہ خاک دل تلخ کام کی
دینا یہ زہر اُس کو تمھین جس سے بیر ہو

دلی مین پھول والونکا میلا ہے آج داغ
بن ٹھن کے آئے وہ تو قیامت کی سیر ہو

آئینہ اپنی نظر سے نہ جدا ہونے دو
کوئی دم اور بھی آپس مین صفا ہونے دو

تم نگاہی مین اشارہ ہے اشارے مین حیا
یا نہ ہونے دو مجھے چین سے یا ہونے دو

ہاتھ باندھے ہوے اغیار کو ساتھ آؤ گے
ہم دکھا دینگے مزہ روز جزا ہونے دو

ہم بھی دیکھین تو کہانتک نہ توجہ ہوگی
کوئی دن تذکرۂ اہل وفا ہونے دو

آنکھ ملتے ہی کھون خاک حقیقت دل کی
دیکھ کر جلوہ مرے ہوش بجا ہونے دو

تم دلآزار سنے رشک مسیحا کب سے
[illegible] ادا ہونے دو

میری آنکھون پہ مرے منہ پہ نظر رکھو ہاتھ
حسرتِ مطلب کسی صورت سے ادا ہونے دو

کیا نہ آئیگا تمھین خون مری قتل کے بعد
دست قاتل کو ذرا دستِ دعا ہونے دو

لطف سمجھو تو قیبون سے بڑہا دو مجکو
سیر دیکھو تو کوئی فتنہ بپا ہونے دو

جب سُنا داغ کو کوئی دم مین فنا ہوتا ہے
اس ستمگر نے اشارے سے کہا ہونے دو

ہے غضب بوسہ مجھے کہا کہ قسم ایک نہ دو
پھر تغافل سے ہزارون ہون ستم ایک نہ دو

پائمالون کی تری راہ مین گنتی کیسا ہے
سیکڑون آگئے سر زیر قدم ایک نہ دو

چرخ سا اور سخی کون ہے دینے والا ہے
مجکو دس بیس دیے داغ الم ایک نہ دو

ہاتھ کیون کھینچ لیا ایک ہی ساغر دیکر
دو تو دو سو جو نہ دو دس ہے تو کم ایک نہ دو

وہ اشارہ دل ہی سے اقرار کرین دو دن کا
ایسے بھولے نہین سمجھین گے جو ہم ایک نہ دو

ہمنشین کعبے مین بھی لاکھونکی یہ صورت دیکھی
کرتے ہین ہائے صنم ہائے صنم ایک نہ دو

میری تقدیر یہ کثرت مجھے دلوائے گی
دل تمھارا جو کہیگا اسے غم ایک نہ دو

تجھکو دو دل ہوئے عطا روز ازل کتا تھا
رنج کھانیکو اٹھانے کو ستم ایک نہ دو

داغ دلی تھی کسی وقت مین یا جنت تھی
سیکڑون گھر تھے وہان رشک ارم ایک نہ دو

کہتے ہین جس کو حور وہ انسان تمہین تو ہو
جاتی ہے جسپہ جان مری جان تمہین تو ہو

مطلب کی کہہ رہے ہین وہ دانا تمہین تو ہین
مطلب کی پوچھتے ہو وہ نادان تمہین تو ہو

آتا ہے بعد ظلم تمہین کو تو رحم بھی
اپنے کیے سے دل مین پشیمان تمہین تو ہو

پچھتاؤگے بہت مرے دلکو اوجاڑ کر
اس دل مین اور کون ہے مہمان تمہین تو ہو

اک روز رنگ لائین گی مہربانیان
ہم جانتے تھے جانکے خواہان تمہین تو ہو

دلدار دلفریب دلآزار و دلستان
لاکھون مین ہم کہین گے کہ ہان ہان تمہین تو ہو

کرتے ہو داغ دور سے بتخانے کو سلام
اپنی طرح کے ایک مسلمان تمہین تو ہو

نکلی فلک سے کب کسی مائل کی آرزو
پھر اُسپہ آرزو بھی مرے دل کی آرزو

حسرت ہے اُسکو نکلی نہ بسمل کی آرزو
پوری کرے خدا مرے قاتل کی آرزو

حورون سے کیا غرض تھی عبث بدگمان ہو
جنت مین لیگئی تری محفل کی آرزو

یون آہ نارسا کو تمنائے عرش ہے
جیسے کسی غریب کو منزل کی آرزو

یہ نا امید زیست وہ مشتاق رقص ہے
بسمل کی یاس دیکھئے قاتل کی آرزو

آئینہ دیکھ کر تمہین مشتاق کیا ہوئے
تمسے سوا ہے مدمقابل کی آرزو

ہے قیس کا تو شوق زمانے مین آشکار
کیا جانے کوئی صاحب محمل کی آرزو

دنیا سرائے تنگ ہے محشر ہے جائے تنگ
عاشق کہان نکال سکے دل کی آرزو

دل ہر طرف رہا نگران بحر عشق مین
اس ڈوبتے کو رہ گئی ساحل کی آرزو

اوچھی پڑی ہے تیغ کہ قاتل ہے نازنین
بسمل کے ساتھ جائے گی قاتل کی آرزو

پہچان لو فقیر کی صورت سوال ہے
تم جان لو یہ ہے مرے سائل کی آرزو

یوسف نے دیکھکر تری تصویر یہ کہا
کیون ہو نہ ایسی شکل شمائل کی آرزو

رتبہ کمال عشق کا حاصل نہین ہوا
اب داغ کو ہے مرشد کامل کی آرزو

ردیف یای تحتانی

شب وصل ضد مین بسر ہو گئی
نہین ہوتے ہوتے سحر ہو گئی

نگہ غیر پر بے اثر ہو گئی
تمہاری نظر کو نظر ہو گئی

کسک دل مین پھر چارہ گر ہو گئی / جو تسکین پہر و پہر ہو گئی ہے

لگاتے ہین دل اس سے اب ہار جیت / ادھر ہو گئی یا ادھر ہو گئی ہے

جواب اُن کی جانب سے دینے لگا / یہ جرأت تجھے نامہ بر ہو گئی

بُرے حال سے یا بھلے حال سے / تمھین کیا ہماری بسر ہو گئی

میسر ہمین خواب راحت کہان / ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی

جفا پر وفا تو کرون سوچ لو / تمھین مجھسے الفت اگر ہو گئی ہے

نگاہِ ستم مین کچھ ایسا نہ ہو / کہ یہ تو پرانی نظر ہو گئی

تسلی مجھے دیکے جاتے تو ہو / مبادا جو نوع دگر ہو گئی ہے

کہین حسن سے بھی ہے کاہیدگی / نہ ہونے کے قابل کمر ہو گئی

شب وصل ایسی کھلی چاندنی / وہ گھبرا کے بولے سحر ہو گئی

کٹی زندگی بھر کی سب واردات / مری روح پیغامبر ہو گئی

کہو کیا کروگے مرے وصل کی / جو مشہور جھوٹی خبر ہو گئی

غم ہجر سے داغ مجکو نجات
یقین تھا نہ ہو گی مگر ہو گئی

اُس سے کیا خاک ہمنشین بنتی / بات بگڑی ہوئی نہین بنتی

وہ بنی ابتداے الفت مین / دم پہ جو وقت واپسین بنتی

آدمی سب فرشتے بن جاتے / آسمان پر اگر زمین بنتی

میری صورت بنی تو خاک بنی / قسمت اے صورت آفرین بنتی

وعدہ کرتے ہی کیا وہ آجاتے / رات بھر زلف عنبرین بنتی

کاش سنتا نہ کوئی شور و فغاں
دل کی جا چشم سرمگیں بنتی

تو نے ایسے بگاڑ ڈالے ہیں
ایک کی ایک سے نہیں بنتی

نہ چمکتی جو حسن کی تقدیر
کیوں نہ تیری چاند سی جبیں بنتی

پارۂ جیب سے مرے اے کاش
دست وحشت کی آستیں بنتی

بزم دنیا تھی قابل جنت
خوب بنتی اگر یہیں بنتی

طبع نازک کا لطف جب تھا داغ
نازنینوں میں نازنیں بنتی

ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے
مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

کہیں ہے عید کی شادی کہیں ماتم ہے مقتل میں
کوئی قاتل سے ملتا ہے کوئی بسمل سے ملتا ہے

پس پردہ بھی لیلیٰ ہاتھ رکھ لیتی ہے آنکھوں پر
غبار ناتوان قیس جب محمل سے ملتا ہے

بھرے ہیں تجھ میں وہ لاکھوں ہنر اے مجمع خوبی
ملاقاتی ترا گویا بھری محفل سے ملتا ہے

مجھے آتا ہے کیا کیا رشک وقت ذبح اس سے بھی
گلا جس دم لپٹ کر خنجر قاتل سے ملتا ہے

بظاہر باادب یوں حضرت ناصح سے ملتا ہوں
مرید خاص جیسے مرشد کامل سے ملتا ہے

مثال گنج قاروں اہل حاجت سے نہیں چھپتا
جو ہوتا ہے سخی خود ڈھونڈ کر سائل سے ملتا ہے

جواب اس بات کا اس شوخ کو کیا دے سکے کوئی
جو دل لے کر کہے کمبخت تو کس دل سے ملتا ہے

چھپائے سے کوئی چھپتی ہے اپنے دل کی بیتابی
کہ ہر تار نفس اپنا رگ بسمل سے ملتا ہے

عدم کی جو حقیقت ہے وہ پوچھو اہل ہستی سے
مسافر کو تو منزل کا پتا منزل سے ملتا ہے

غضب ہے داغ کے دل سے تمہارا دل نہیں ملتا
تمہارا چاند سا چہرہ مہ کامل سے ملتا ہے

تم نے بدلے ہم سے گن گن کے لیے
ہم نے کیا چاہا تھا اس دن کے لیے

کچھ نرالا ہے جوانی کا بناؤ
شوخیان زیور ہین اس سن کے لیے

چاہنے والون سے گر مطلب نہین
آپ پھر پیدا ہوے کن کے لیے

فیصلہ ہو آج میرا آپ کا
یہ اٹھا رکھا ہے کس دن کے لیے

دے دے ہی دُرد اے پیر مغان
چاہیئے اک پاک باطن کے لیے

دل کے لینے کو ضمانت چاہیے
اور اطمینان ضامن کے لیے

میکشو اب آئی شاید فصل گل
بلبلون نے چونچ مین تنکے لیے

ہمنشینون سے مرے کہتے ہین وہ
چھوڑ دین غیرون کو کیا اُن کے لیے

ہین رُخ نازک پہ گنتی کے نشان
کتنے بوسے تیرے گن گن کے لیے

وہ نہین سنتے ہماری کیا کرین
مانگتے ہین ہم دعا جن کے لیے

آج کل ہین داغؔ ہونے کامیاب
کیون مرے جاتے ہو دو دن کے لیے

آئے بھی تو وہ منھ کو چھپائے مرے آگے
اس طرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے

دل مین نے دکھایا ہے مگر دیکھئے کیا ہو
سب پھینکتے ہین اپنے پرائے مرے آگے

بجھتے ہوے دیکھو نگانہ مین دلکی لگی کو
کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مرے آگے

کیا دم کا بھروسا ہے پھر آئے کہ نہ آئے
جانا ہو جو قاصد کو تو جائے مرے آگے

کچھ تذکرۂ رنجش معشوق جو آیا تو
دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے آگے

مانگی ہے دعا وصل کی کچھ اور نہ سمجھو
کوسا ہو اگر مین نے تو آئے مرے آگے

تیوری کہتے تھے کہ یہ نام ہے میرا
لکھ کر کئی حرف اُسنے مٹائے مرے آگے

دیکھے تو کوئی قاصد جاناں کی دلیری — واپس مرے خط لا کے جلائے مرے آگے

بچھڑے ہوے معشوق ملین سب کو الٰہی — تنہا کوئی جنت مین نہ جائے مرے آگے

محشر مین بھی ہے خواہش خلوت مجھے اُن سے — کہتا ہون کیا میرا نہ آسے مرے آگے

کچھ داغ کا مذکور جو آیا تو وہ بولے
آے مجھے بڑا حال بنائے مرے آگے

سب سے تم اچھے ہو تم سے مری قسمت اچھی — یہی کمبخت دکھا دیتی ہے صورت اچھی

حسن معشوق سے بھی حسن سخن ہے کمیاب — ایک ہوتی ہے ہزار دن مین طبیعت اچھی

میری تصویر بھی دیکھی تو کہا شرما کر — یہ بڑا شخص ہے اُس کی نہین ہیئت اچھی

ہر طرح دل کا ضرر جان کا نقصان دیکھا — نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی

کس صفائی سے کیا وصل کا تو نے انکار — اس محل پر تو زبان مین تری لکنت اچھی

ہجر مین کسکو بلاؤن نہ بلاؤن کسکو — موت اچھی ہے الٰہی کہ قیامت اچھی

دیکھنے والون سے انداز کہین چھپتے ہین — ہم کو پردے سے نظر آتی ہے صورت اچھی

میری شامت کہ دکھائی اُسے دشمن کی شبیہ — مسکرا کر یہ کہا اُسنے نہایت اچھی

جو ہو آغاز مین بہتر وہ خوشی ہے بدتر — جسکا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی

ہے سر ناز فروشی تو خریدار بہت — بیچ ڈالو اسے ملجائے گی قیمت اچھی

عیب بھی اپنے بیان کرنے لگے آخر کار — ہو گئی انکو برا کہنے کی عادت اچھی

تم بناؤ تو سہی مہر و محبت کے گواہ — اپنے دعوے مین تو جھوٹی ہی شہادت اچھی

زور و زر سے بھی کہان داغ حسین ملتے ہین
اپنے نزدیک تو ہے سب سے اطاعت اچھی

یہ جو ہے حکم مرے پاس نہ آئے کوئی
اس لیے روٹھ رہے ہین کہ منائے کوئی

یہ نہ پوچھو کہ غم ہجر مین کیسی گذری
دل دکھانیکا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک مین ہے نگہ شوق خدا خیر کرے
سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط پہونچا
آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی

ترک بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھسے
کرکے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یون شب وصل ہو بالیدگی عیش و نشاط
آپ اپنے مین خوشی سے نہ سمائے کوئی

حال وافلاک و زمین کا جو بنایا ہی تو کیا
بات وہ ہے جو ترے دلکی بنائے کوئی

درد الفت کے مزے لیتے ہین قسمت والے
خون دل زہر نہین ہے کہ نہ کھائے کوئی

کیا وہ بے داخل دعوت ہی نہین ای واعظ
مہربانی سے بلا کر جو پلائے کوئی

وعدۂ وصل سے جان کیسے خوش ہو جاؤن
وقت رخصت بھی اگر ہاتھ ملائے کوئی

سرد مہری سے زمانے کے ہوا ہی دل سرد
رکھکر اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

آپ نے داغ کو منھ بھی نہ لگایا افسوس
اسکو رکھتا تھا کلیجے سے لگائے کوئی

ہجر کی یہ رات کیسی رات ہے
ایک مین ہون یا خدا کی ذات ہے

آپ کی ہر بات مین یہ بات ہے
چال ہے فقرہ ہے دم ہے گھات ہے

حور کی خواہش پہ یہ طعنے ملے
واہ کیا ہمت ہے کیا اوقات ہے

تونے قاصد جو کہی دل کی لگی
یہ اسی کافر کے منھ کی بات ہے

پھر خدا جانے کہان تم ہم کہان
عیش و عشرت کی یہی اک رات ہے

شکوے کے بدلے کیا شکر ستم
پھر خفا ہین کیا مزے کی بات ہے

ان کا قاصد سے چلا ہے دل مرا
تازہ فرمائش نئی سوغات ہے

شب کو جاگین بزم مین وہ دنکو سوئین
رات کا دن اور دن کی رات ہے

کیون پھسل پڑتے ہین ملک حسن مین
کیا وہان برسات ہی برسات ہے

جب کہا مین نے کہ لو مرتا ہون مین
بولے بسم اللہ اچھی بات ہے

ضعف سے اٹھتے نہین دست دعا
اب ہماری شرم اُسکے ہات ہے

کہتے ہین دشنام دیکر لین گے دل
مفت کیون دیتے ہو کچھ خیرات ہے

داغ سے جا کر ملے تھے ہم بھی آج
آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے

تلاش انکو ہے میرے راز دان کی
نئی ترکیب نکلی امتحان کی

کہان اے چارہ گر دل مین حرارت
یہ گرمی ہے فقط ضبط فغان کی

نہین کچھ ہرزہ گو دیوانۂ عشق
سنو تو کہ رہا ہے یہ کہان کی

کرینگی سجدہ بیت ہی ہماری
کہ مٹی دی ہے اُس نے آستانکی

شب غم آنے خواب مرگ کیونکر
یہان دیکھی رہن آنکھین پاسبان کی

تمھین سنواؤن کیونکر اُس کی باتین
مرے دل مین ہے کیفیت زبان کی

دہن کو ہے مزہ تیرے دہن کا
زبان کو چاٹ ہے تیری زبان کی

وہ سنکر داغ کے اشعار بولے ؎
خدا جانے یہ بولی ہے کہان کی ؎

وہ یہم وعدہ کرکے فراموش ہوگئے
امیدوار ہوش سے بیہوش ہوگئے

تلچھٹ بھی آج حضرت زاہد نے صاف کی
خم نوش کیا ہوے کہ بلا نوش ہوگئے

کافی ہے میرے قتل سے اتنا نہین لحاظ
دو چار دن کے واسطے روپوش ہو گئے

احباب کو جنازہ اٹھانا بھی بار تھا
ہم خاک مین ملے وہ سبکدوش ہو گئے

بگڑا مزاج اونکا تو محفل بگڑ گئی ہو
سا ان عیش اوڑ کے حرے ہوش ہو گئے

ماتم ہے طفل اشک کا بادل کا سوگ ہے
کیون مردمان دیدہ سیہ پوش ہو گئے

ہان ہان ٹھہر ٹھہر کے اٹھا رخ سے تو نقاب
بید الطبیعہ تلون مین بہت جوش ہو گئے

میری برائیان تو نہ کرتا ہو مدعی ہو
کیا غور ہے کہ ہم ہمہ تن گوش ہو گئے

ای داغ سب زمانۂ ماضی کے ذوق و شوق
اکبار دل سے محو فراموش ہو گئے

پھرے راہ سے وہ یہان آتے آتے
اجل مر رہی تو کہان آتے آتے

تجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا
نکل جائے دم ہچکیان آتے آتے

نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی
بہت دیر کی مہربان آتے آتے

کلیجا مرے منھ کو آئے گا اکدن
یونہین لب پہ آہ و فغان آتے آتے

ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیان ہون
انھین آئین گی شوخیان آتے آتے

چلے آتے ہین دل مین ارمان لاکھون
مکان بھر گیا میہمان آتے آتے

نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی
وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے

تمھارا ہی مشتاق دیدار ہوگا ہو
گیا جان سے اک جوان آتے آتے

یقین ہے کہ ہو جائے آخر کو سچی ہو
مرے منھ مین تیری زبان آتے آتے

سنانے کے قابل جو تھی بات اُن کو
وہی رہ گئی درمیان آتے آتے

تری آنکھ پھرتے ہی کیسا پھرا ہے
مری راہ پر آسمان آتے آتے

مرے آشیان کے تو تھے چار تنکے
چمن اوڑ گیا آندھیان آتے آتے

کسی نے کچھ اُن کو ابھارا تو ہوتا
نہ آتے نہ آتے یہان آتے آتے

قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اُس کے
مگر رہ گئی ہمعنان آتے آتے

بنا ہے ہمیشہ یہ دل باغ وصحرا
بہار آتے آتے خزان آتے آتے

نہین کھیل اے داغ یارون سے کہدو
کہ آتی ہے اردو زبان آتے آتے

ملگئی بیخودیِ شوق سے راحت کیسی
ہوگئی دونون جہان سے مجھے فرصت کیسی

کیا کہون اُسنے اٹھائی ہے اذیت کیسی
مرنے والے کی رہی رات کو حالت کیسی

عشق نے دی ہین دعائین دمِ رحلت کیسی
مجھسے مِل مِل کے گلے روئی ہے حسرت کیسی

عکس ہی آئنے مین چار گھڑی بعد آیا
بڑھ گئی حد سے سوا انکی نزاکت کیسی

بندہ چاہے جو خدائی کوئی مل سکتی ہے
لوگ قسمت کو لیے پھرتے ہین قسمت کیسی

جورِ معشوق کی پرسش ہی نہین دنیا مین
اپنے بندے سے خدا کو ہے محبت کیسی

حور سے بحث نہین ہان یہ بتا اے زاہد
لاکھ دو لاکھ مین ہو ایک وہ صورت کیسی

دوست یکرنگ جو یکجا کبھی مل بیٹھے ہین
لطف کے ساتھ گذر جاتی ہے صحبت کیسی

خواب مین بھی جو برا اُسنے کہا سب نے سُنا
جلد ہوتی ہے بُری بات کی شہرت کیسی

آپ ہی جور کرین آپ ہی پوچھین مجھسے
یہ تو فرمائیے ہے آج طبیعت کیسی

اب تو دو چار ہی نالون کا رہا تھا جھگڑا
ہار دی حضرت دل آپنے ہمت کیسی

اسکو مین نے جو کلیجے سے لگا رکھا ہے
درد نے پائی مرے سینے مین راحت کیسی

تھمے تھمے کہ نکل جائے ذرا جان حزین
مین تو رخصت نہ ہوا آپکی رخصت کیسی

تم کہاں رات کو آئینہ تو لیکر دیکھو — اور ہوتی ہے خطادار کی صورت کیسی
نگہ یار کو مین دل مین جگہہ دون لیکن — چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی
چھیڑ ہر وقت کی اچھی نہین یہ یاد رہے — کبھی کیسی ہے کبھی اپنی طبیعت کیسی
شعر تر نکلے تو وہ لخت جگر اپنا ہے — اپنی اولاد سے ہوتی ہے محبت کیسی
دل کو سمجھائینگے بہلائینگے پھسلائینگے — بعد مرجانیکے ملجائے گی فرصت کیسی
دہمکیان دیتے ہو تم جذبۂ دل کی اے داغ — بندہ پرور یہ محبت مین حکومت کیسی

نظر آتا ہے پری رو جو کوئی شوخ و شریر
گدگداتی ہے پھر اسے داغ طبیعت کیسی

ہر دم نئے درد سے ہے یاد کسی کی — ملتی نہین فریاد سے فریاد کسی کی
آرام طلب ہون کرم عام کے طالب — یون مفت مین لٹتی نہین بیداد کسی کی
دل تھامے ہوئے پھرتے ہین سب گبر و مسلمان — کیا یاد ہے کیا یاد ہے کیا یاد کسی کی
اس حسن جہان سوز سے برپا ہے قیامت — ایسے مین کرے کیا کوئی امداد کسی کی
بڑہتی ہے محبت کی اسیری مین اسیری — پوری نہین ہوتی کبھی میعاد کسی کی
ایمان تو جب لائین ہم اے شان کریمی — مٹجائے اگر لذت بیداد کسی کی
نکلے تو سہی جان مگر سہل نہ نکلے — اچھی نہین رہتی مرے جلاد کسی کی
جب دیکھتے نالۂ بلبل مین اثر کچھ — اسکو بھی اچک لیتی ہے فریاد کسی کی
گھبرا کے اگر موت بھی مانگون تو کہین وہ — جاگیر نہین ہے عدم آباد کسی کی
کیا عیش بھلائے گا یہ آزار یہ تکلیف — جنت مین بھی یاد آئے گی بیداد کسی کی
ہے الفت دشمن مین برا حال کسی کا — اے حضرت دل کیجیے امداد کسی کی

دیکھو تو جاکر

کمبخت وہی داغ نہ ہو دیکھیو کوئی
بیچین کیے دیتی ہے فریاد کسی کی

اُس کے در تک کسے رسائی ہو	وہی جائیگا جس کی آئی ہے
بات اک دل میں میرے آئی ہے	گر کہوں تو ابھی لڑائی ہے
نقل کرتی ہے گفتگو ان کی	بات میں بات کی صفائی ہے
دوسری جان ہے تری الفت	ایک کھوئی ہے ایک پائی ہے
بھر دیا زخم میں نمک اُس نے	یہ دعاگو کی منہ بھرائی ہے
سچ ہے بے عیب ہے خدا کی ذات	تجھ میں کیا جانے کیا برائی ہے
اے لب یار تجھکو میری قسم	کبھی سچی قسم بھی کھائی ہے
اُس کے در تک پہونچ گیا قاصد	آگے تقدیر کی رسائی ہے

داغ اب وصل کا وصال ہوا
یار زندہ غم جدائی ہے

وہ بت دل میں مہمان ہوا چاہتا ہے	نیا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے
لب یار خندان ہوا چاہتا ہے	کوئی عہد و پیمان ہوا چاہتا ہے
ترا پیرہن میری باتوں سے ناصح	مرا ہی گریبان ہوا چاہتا ہے
تری دوستی میں یہ تھوڑی خوشی ہے	کہ دشمن پشیمان ہوا چاہتا ہے
شب وصل آخر ہوئی جلد جاؤ	یہاں اور سامان ہوا چاہتا ہے
کہے دیتی ہے سرگرانی ہماری	اجل کا کچھ احسان ہوا چاہتا ہے
نگاہ تغافل نے تلوار کھینچی	یہاں خون ارمان ہوا چاہتا ہے

ٹھکانا کر ہٹانے لگی مجکو گردش
بیابان بھی زندان ہوا چاہتا ہے

اسیلیو اسطے ہاتھ اپنا ہے دل پر
کوئی اُس کا خواہان ہوا چاہتا ہے

کیا داغ گو اُسنے جھوٹا ہی وعدہ
ترا کام آسان ہوا چاہتا ہے

کچھ اور دل لگی نہین اس خوش نصیب سے
ہم جانتے ہین کھیلتے ہو تم رقیب سے

کیا خوب رازدار ملا ہے نصیب سے
کھل کھیلے پردے پردے مین تم تو رقیب سے

پھر دعاے مرگ اُٹھین کسطرح سے ہاتھ
چھٹتی نہین ہے نبض ہماری طبیب سے

مین بدگمانیون کا بھی ممنون ہو گیا
وہ حال پوچھ لیتے ہین میرا طبیب سے

شوخی مین تمکنت ہے تو ہے ناز مین نیاز
تعلیم تمنے پائی ہے اچھے ادیب سے

اپنا ہی عکس کیون نہو اللہ رے حجاب
دیکھا نہ آئینہ کبھی اُس نے قریب سے

اخفاے راز عشق کی عادت بھی ہے بری
ہمنے ہمیشہ حال چھپایا طبیب سے

ایسی غم فراق مین صورت بگڑ گئی
جھانک جھانک کے دیکھتے ہین وہ مجکو قریب سے

دیوانگی مین بھی نہ گئین اپنی شوخیان
گلشن مین پھول مانگتے ہین عندلیب سے

دشمن بنائے ہین مری قسمت نے سیکڑون
چاہا ہے تجکو خلق نے میرے نصیب سے

ای ناصح شفیق رہے کچھ تو چھیڑ چھاڑ
ذکر حبیب کم نہین وصل حبیب سے

جو دیکھتا ہے اُسکو مجھے دیکھتا نہین
دنیا مین آنکھ کون ملائے غریب سے

مانند برق شکل ہوا صورت نگاہ
اکثر نکل گئے ہین وہ میرے قریب سے

کہتا ہے مرتے دم بھی مجھے اب شفا ہوئی
پالا پڑا مریض کو جھوٹے طبیب سے

ہم کو جلا جلا کے جہنم مین جائیگا
ناراض ہے خدا بھی ہمارے رقیب سے

کلکتہ مین ہے شیخ نمائش کی کا سنگار
این خلقت عجیب و لباس غریب سے

پوچھو جناب داغ کی ہمسے شرارتین
کیا سر جھکائے بیٹھے ہین حضرت غریب سے

درد بنکر دلمین آنا کوئی تمسے سیکھ جائے
جان عاشق ہو کے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

ہر سخن پر روٹھ جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
روٹھ کر پھر مسکرانا کوئی تمسے سیکھ جائے

وصل کی شب چشم خواب آلودہ کو ملتے اُٹھے
سوتے فتنے کو جگانا کوئی تمسے سیکھ جائے

کوئی سیکھے خاکساری کی روش تو ہم سکھائین
خاک مین دلکو ملانا کوئی تمسے سیکھ جائے

آتے جاتے یون تو دیکھے ہین ہزارون خوشخرام
دلمین آنا دلسے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

دیکھکر آئینہ اترائے کہ ہم بھی کوئی ہین
اپنی نظرون مین سمانا کوئی تمسے سیکھ جائے

اک نگاہ لطف پر لاکھون دعائین مل گئین
عمر کا اپنی بڑھانا کوئی تمسے سیکھ جائے

جان سے مارا اسے تنہا جہان پایا جسے
بیکسی مین کام آنا کوئی تمسے سیکھ جائے

فیلسوفی اسنے تمکو زمانہ کیا سکھائے
ملکہ ہو کیسا ہی دانا کوئی تمسے سیکھ جائے

جانتے ہو بات ہر غماز کی آیت حدیث
جھوٹ پر ایمان لانا کوئی تمسے سیکھ جائے

کیا سکھائینگے زمانے کو فلک طرز جفا
اب تمھارا ہے زمانہ کوئی تمسے سیکھ جائے

ہے تغافل مین بھی دزدیدہ نظر اک جہانما سے
چور کو رستہ بتانا کوئی تمسے سیکھ جائے

ہر گنہ سے توبہ کر لی جب جوانی ہو چکی
زاہدا جنت مین جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

وہ کیا وعدہ کہ مین فرط خوشی سے رو دیا
ایسے ہنستے کو رلانا کوئی تمسے سیکھ جائے

غیر کو اپنا بنا لیتے ہین ہم تو وقت پر
دوست کو دشمن بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے

مجھکو ڈھونڈھو ہو نہین چھوڑ دین و دنیا کی خبر

داغ ایسا دل لگانا کوئی تجھ سے سیکھ جائے

دیکھا تو شہر حسن مین چرچا ہی اور ہے — اس کی ہوا ہے اور وہ دنیا ہی اور ہے

مجکو رُلا کے آپ ہنسی سے تڑپ گئے — خود لوٹنے لگے یہ تماشا ہی اور ہے

جی چاہتا ہے جسکو وہ یارب نصیب ہو — کیسا بہشت مجکو تمنا ہی اور ہے

اس بیوفا کے ہاتھ رہا دل کا فیصلہ — نا منصفون سے طے ہو یہ جھگڑا ہی اور ہے

لو دیکھتے ہی غیر کو چتون بدل گئی — آنکھون کو دیکھئے تو اشارا ہی اور ہے

آئے تو کیا کہ پھر وہ کوئی دم مین جائینگے — کم جسقدر رہا ہے غم دنیا ہی اور ہے

کہتے ہین خواب مین شب وعدہ ہم آئے تھے — یہ مکر یہ فریب یہ دہوکا ہی اور ہے

دیکھے جو تیرے قد کو قیامت تو یہ کہے — سج دھج ہی اور ہے یہ سراپا ہی اور ہے

تم آئینہ ہی دیکھکے حیران رہ گئے — واللہ میرے دلمین اک ایسا ہی اور ہے

جب اہل حشر سے نہ ملی پھیر کی داد — سب نے کہا سنو تو یہ جھگڑا ہی اور ہے

حورون کی آرزو مین یہ کیفیتین کہان — اللہ رکھے اسکی تمنا ہی اور ہے

پھوٹین یہ کان گر تم عیسیٰ کی ہو ہوس — مرتے ہین جسپہ ہم وہ مسیحا ہی اور ہے

قاتل کو زیر قبر بھی دیتے رہے دعا — سر جاکے بھی نہ جائے یہ سودا ہی اور ہے

کرتا ہون صبر ان کی جفا پر تو کہتے ہین — یہ دل ہی اور ہے یہ کلیجا ہی اور ہے

کیسا نیاز کسکی وفا کس کی عاشقی — تم جانتے نہین مجھے دعوٰی ہی اور ہے

اجمیر ہوکے جائینگے اے داغ ہم بہار — ابکی برس سفر کا ارادا ہی اور ہے

نکل جائے یہ حسرت وہ نہین ہے — بدل جائے یہ قسمت وہ نہین ہے

وہی تم ہو طبیعت وہ نہین ہے
وہی صورت ہے سیرت وہ نہین ہے

پکارا دیکھ کر مین مور کی شکل
خداوندا یہ صورت وہ نہین ہے

تمھارا دل تو دیکھون ہاتھ رکھکر
وہی ہے یا محبت وہ نہین ہے

کہے دیتے ہین ہم دھوکا نہ کھانا
ہماری اب طبیعت وہ نہین ہے

دکھائے بت برہمن شیخ حورین
پلٹ جائے یہ نیت وہ نہین ہے

ترا دل کیا ترے گھر مین بھی مجکو
ٹھہرنے دے یہ وحشت وہ نہین ہے

مرے مرقد پہ روے ہاتھ مل کر
اسی کی ہے یہ تربت وہ نہین ہے

یہان قیدی ہین بیٹھے دنیا مین آزاد
ہمین جنت مین راحت وہ نہین ہے

جو تم بیٹھے ہو دل مین چارہ سازو
علاج درد فرقت وہ نہین ہے

گئی محفل کی رونق داغ کے ساتھ
وہی دم تھا غنیمت وہ نہین ہے

مرادین مان رہا ہون قضا کے آنے کی
بری گھڑی تھی دل مبتلا کے آنے کی

شب وصال نہ ٹھہرے حیا کے آنے کی
کہ پھر کبھی نہین یہ رات جا کے آنے کی

تمھارے دن ہین قیامت اٹھا کے پھرنے کے
تمھاری عمر ہے ناز و ادا کے آنے کی

دم اخیر مجھے اس کی کیا خوشی کم ہے
کہ دیکھی چال تری مسکرا کے آنے کی

شگاف چرخ سے اے آہ کیا ہوا حاصل
کہ اور راہ کھلی ہر بلا کے آنے کی

لگائے بیٹھے ہین منہدی عبث شب وعدہ
تمھین امید ہے رنگ حنا کے آنے کی

کرینگے صبح قیامت بھی انتظار بہت
کہ عادت آپ کو ہے [illegible] کے آنے کی

وہ میری قبر پہ آتے ہین خوب بن ٹھن کر
یہی تو وجہ ہے خلق خدا کے آنے کی

جواب وصل سے کیونکر نہو نہین شادی مرگ
خوشی بھی اور خوشی دلربا کے آنے کی

وہ سادہ دل ہون کہ تا وقت واپسین مجکو
جمی ہوئی ہے بت بیوفا کے آنے کی

مرا نیاں تو آنے دیا نہ تمنے مگر
ہوئی نہ روک دل مبتلا کے آنے کی

شب فراق ہجوم بلا سے کیا مرتا
کہ راہ بند ہوئی تھی قضا کے آنے کی

مری بلا رہے فرقت مین رات بھر ناشاد
مجھے تو عید ہے روز جزا کے آنے کی

بنا ہون مین نفس واپسین نقاہت سے
نہ آکے جانیکی طاقت نہ جاکے آنے کی

رہی ہے منزل مقصود ہائے تھوڑی دور
خبر نہ تھی مجھے سیل فنا کے آنے کی

ابھی تو کھیل ہین اے داغ شوخیان انکی
پھر آرزوئین کروگے حیا کے آنے کی

دنیا مین کوئی لطف کرے یا جفا کرے
جب مین نہین بلا سے مری کچھ ہوا کرے

اس جور پر دغا نہ کرے یا وفا کرے
میری جگہ نصیب سے تو ہو تو کیا کرے

آتے ہی انکو ہوش قیامت بپا ہوئی
مانگی تھین کیون دعائین کہ یون خدا کرے

کیون اے ستم شعار وہ کہنا بھی یاد ہے
تجھسے وفا کرے تو خدا سے دغا کرے

لذت کو عشق کی غم جاوید چاہیئے
تھوڑی سی زندگی ہے کہانتک وفا کرے

گو وعدۂ [illegible]رغ کے بھی عہد ہو گئے
امید ہی نہین جو کوئی التجا کرے

روز جزا کہین نہ سوال و جواب مین
کچھ گفتگو ہمارے تمہارے ہوا کرے

اس التجا کے ساتھ کہا ہمنے حال دل
جیسے اخیر وقت مین کوئی دعا کرے

دل کیطرح سے جان بچائیگی عشق مین
پھر کچھ وفا کرے تو یہی بے وفا کرے

بیتاب زیر تیغ نہ ہو وقت امتحان
دل کا غلام ہو جو تحمل ذرا کرے

منظور کسکو ہے جو اُٹھائے بلائے عشق
جب سر پہ آ پڑے تو کہو کوئی کیا کرے

تجھکو پسند آ گئی دیوانگی مری
تیری خوشی سے کام کوئی کچھ کیا کرے

دل نخل تن مین اک ثمر خوشگوار ہے
ای کاش تیغ یار ہی یہ پھل لیا کرے

معشوق بے نیاز ہے عاشق کو چاہئے
لب سے کرے جو شکوہ تو دل سے دعا کرے

اس عشق مین کسی کا اجارہ نہین ہے داغ
پروردگار جس کو یہ دولت عطا کرے

میرے رونے پر جو روئے یا آدمی فہمیدہ ہے
ناصح عاقل بڑا نا گرگ باران دیدہ ہے

جانتے ہین جاگنے والے فراق یار کے
فتنۂ روز قیامت فتنۂ خوابیدہ ہے

مین بھی تو دیکھون نکلتا ہے یہ تنکا کس طرح
چارہ گر کی آنکھ مین میرا تن کاہیدہ ہے

کیون کہون کیونکر کہون کس سے کہون کیا کیا کہون
آپ کی کیا بات ہے جو بات ہے سنجیدہ ہے

تو نے رکھا ہے رقیب ترش رو کے دل پہ ہاتھ
آج کیون پھیکا ترا دست حنا مالیدہ ہے

تیر جب بیٹھا مری دل مین ترازو ہو گیا
اس سے یہ ظاہر ہوا قاتل بہت سنجیدہ ہے

مین تجھے ان باتون کا قائل ہون کہ خط کا جواب
جسقدر ہے مختصر ہے چیدہ ہے پیچیدہ ہے

خاک مین اُسنے ملایا مجھکو یا مین نے اسے
آج مین ہون اور یہ میرا دل تفسیدہ ہے

زہر کھا کر ملگئے ہین خاک مین عاشق بہت
انگلیان ہین دیکھ تو یا سبزۂ روئیدہ ہے

خوب آتا ہے لگا لینا نگاہ یار کو
ایک سے ان بن ہوئی تو دوسرا گرویدہ ہے

اُس ستمگر نے مرے پیغامبر سے یہ کہا
مر نہین جاتا اگر آزردہ ہو رنجیدہ ہے

ہر نظارہ چلا ہے کوچۂ قاتل مین داغ
کس بلا کا ہے کلیجہ کس غضب کا دیدہ ہے

پیامی کامیاب آئے نہ آئے
خدا جانے جواب آئے نہ آئے

ترے غمزدون کو اپنے کام سے کام
کسی کے دل کو تاب آئے نہ آئے

اسے شرمائین گے ذکر عدو پر
یہ قسمت ہے حجاب آئے نہ آئے

تم آؤ جب سوار توسن ناز
قیامت ہمرکاب آئے نہ آئے

شمار اپنی خطاؤن کا بتا دو
تمھین شاید حساب آئے نہ آئے

نئے خنجر سے مجکو ذبح کیجے
پھر ایسی آب و تاب آئے نہ آئے

شب وصل عدو تیری بلا سے
کسی مضطر کو خواب آئے نہ آئے

پیون گا آج ساقی سیر ہو کر
میسر پھر شراب آئے نہ آئے

یہ جا کر پوچھ آ تو اُن سے درباں
کہ وہ خانہ خراب آئے نہ آئے

نہ دیکھو داغ کا دیوان دیکھو
سمجھ مین یہ کتاب آئے نہ آئے

بعد مردن بھی خیالِ رخِ قاتل ہے وہی
جس سے ہم آنکھ چراتے تھے مقابل ہے وہی

عشق کا کوئی نتیجہ نہین جز درد و الم
لاکھ تدبیر کیا کیجیے حاصل ہے وہی

چار دن پہلے جو تقدیر مین تھا اب وہ نہین
ہم وہی تم ہو وہی شوق وہی دل ہے وہی

خضر سے پوچھے کوئی عمر ابد کی تکلیف
زندگی نام ہے جس چیز کا قائل ہے وہی

مر گئے خسرو جمشید سے میکش لاکھون
رونق ساغر و آرائش محفل ہے وہی

مانگے جاینگے دعا ہو گی نہ کبتک مقبول
بے پیے جو کبھی ٹلتا نہ ہو سائل ہے وہی

رشک اغیار نے کیا وہم مین ڈالا مجکو
وہین پہلو مین پر اندیشۂ باطل ہے وہی

طپش دل نہ شمشیر نہ دیکھو دیکھو
جس سے قاتل بھی تڑپ جائے یہ بسمل ہے وہی

دیکھکر مجمع اغیار یہ ان سے پوچھا / ہم یہان رہتے تھے ذرا سے یہ محفل ہے وہی

کام دنیا مین نکلتا نہین آسانی سے / جسکو تم سہل سمجھ لیتے ہین مشکل ہے وہی

شور اٹھتا ہی نہ ہر سو جو انا لیلے اسکا / قیس گر دل کو سمجھتا کہ یہ محمل ہے وہی

یار آشنا تو مرا دھیان انہین رہتا ہے / جسکو کہتے ہین مرے جور کے قابل ہے وہی

بڑھ گیا سیرن لبو انکو جو آتے دیکھا / خود نہ پہچان سکا مین کہ مرا دل ہے وہی

نام پاتے ہین محبت مین جو مٹ جاتے ہین / جسکے ہونے کا گمان بھی نہو دل ہے وہی

انتظار نفس باز پسین ہے ہر دم / سر منزل ہون مگر دوسری منزل ہے وہی

حسرتون کی ہے تباہی سے تباہی دل مین / جس جگہ قافلے لٹتے ہین یہ منزل ہے وہی

کیا تمنا کی سی خوردن مین ادائین ہونگی / آدمی کے لیے جنت مین بھی مشکل ہے وہی

جو کہے داغ یہ سنتا وہ لگا لو دل پر / اس خرابات مین اک مرشد کامل ہے وہی

میری فریاد دوسرا نہ سنے / تم سنو اے بتو خدا نہ سنے

راز اپنا کبھی کہا نہ کہے / حال میرا کبھی سنا نہ سنے

خوب رو وہ ہے جسے زمانہ کہے / گفتگو وہ ہے جسے زمانہ سنے

غیر بھی گر کرے مری تعریف / تو بھی ہرگز وہ بیوفا نہ سنے

کیون سنے وہ حکایت بیداد / صفت خنجر ادا نہ سنے

اسلئے ہے پیامبر کی تلاش / مجھسے میرا وہ مدعا نہ سنے

سنکے دشنام پی گئے ناصح / کان وہ ہے جو ناروا نہ سنے

پہلے گالی وہان ہے پیچھے بات / اب سنے اسکو کوئی یا نہ سنے

دوستی کیا اسی کو کہتے ہین
آشنا کی جو آشنا نہ سنئے

دیدۂ و دل مین اس لئے ہو فرق
ایک کا ایک ماجرا نہ سنئے

کیون نہ بنتا وہ صورت تصویر
مدعا تھا کہ مدعا نہ سنئے

ہوش اڑتے ہین دیکھکر انکو
آپ دیکھے پری لقا نہ سنئے

سن سکے تیرے منہ سے کیا انکار
لن ترانی کی جو صدا نہ سنئے

ہجر مین جو دعائین مانگی ہین
کوئی اللہ کے سوا نہ سنئے

داغ کو چین ہی نہین آتا تھا
اُس سے جب تک برا بھلا نہ سنئے

فرقت کی شب یہ کام لیا دل کے داغ سے
ڈھونڈا اجل کو تا بہ سحر اُس چراغ سے

اُلفت سے چٹکی پڑتی ہے اُن کے دماغ سے
گلگشت کرکے آئے ہین دشمن کے باغ سے

کھاتے ہین داغ دوست مگر دل کے داغ سے
ہیچ ہے چراغ ہوتا ہے روشن چراغ سے

اللہ رے غرور و نزاکت مزاج کی
اپنی بھی زلف سونگھتے ہین کس دماغ سے

توبہ تو کر چکا ہون مگر اب بھی شوق ہے
خالی صراحی و خم جام و ایاغ سے

شہ رگ سے پاس اور پھر اُس کا مقام دور
ہرجائی اور پھر نہین ملتا سراغ سے

گر بعد مرگ سخت دل ہو نصیب مین
کنج لحد بھی کم نہ ہو کنج فراغ سے

فرہاد و قیس ایک جنون مین ہین مبتلا
دامان کوہ لپٹا ہے دامان راغ سے

بوسے دعا بھی آئے تو ہوتا ہے دوسر
کیونکر بچیگی اُس بت نازک دماغ سے

بیٹھے ہین زیر خاک بھی رندان بادہ کش
گرتی ہے جب شراب چھلک کے ایاغ سے

فریاد عندلیب کو سمجھے مری فغان
گھبرا کے منہ بنائے آتے ہین باغ سے

دل بجھ گیا ہے اُس کی تجلی کے سامنے
خورشید و ماہ اختر و شمع و چراغ سے

ہر شاخ مین نشان ہے ہر رنگ مین ظہور
آوارہ مین ہوا ہون کسی کے سراغ سے

ہر وقت تازہ فقرہ ہے انکی زبان پر
ہر دم نئی اد ترقی ہے انکے دماغ سے

دنیا مین ایسے لوگ مصیبت زدہ کہان
روئے ہم آج خوب گلے ملکے داغ سے

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے سامنے
تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے

حشر کے دن بھی ہو شرح غم تمھارے سامنے
سب خدا کے سامنے ہون ہم تمھارے سامنے

آہ لب پر آئے تھم تھم کر کہ تم گھبرا نجاؤ
درد دل مین ہو مگر کم کم تمھارے سامنے

روبرو میرے بٹھایا جسطرح سے غیر کو
ہو نہین اک فتنۂ عالم تمھارے سامنے

بعد میرے رویگا سارا زمانہ دیکھنا
دھوم سے ہوگا مرا ماتم تمھارے سامنے

آئی ہی کیا میری شامت آئی ہو کیا میری تھی
مین کرون اظہار درد و غم تمھارے سامنے

قتل کر ڈالو ہمین یا جرم الفت بخشدو
لو کھڑے ہین ہاتھ باندھے ہم تمھارے سامنے

واعظو تم کو نہ ہو زندان جنت کا یقین
خود کہین گر حضرت آدم تمھارے سامنے

اک تمھاری جیب مین سو اعجاز دیکھے ای بتو
دم بخود ہے عیسی مریم تمھارے سامنے

اب بیہتا کی وہ دن بھی یاد ہین جب چھپ گئی
آگیا جب کوئی نا محرم تمھارے سامنے

حال دلمین کچھ نہو تاثیر یہ ممکن نہین
کوئی اشنا ہو کہے ہر دم تمھارے سامنے

مجھکو اس سر کی قسم اب تک ہی ہے اضطراب
داغ مضطر کا جو تھا عالم تمھارے سامنے

پھر کہین چھپتی ہے جب ظاہر محبت ہو چکی
ہم بھی رسوا ہو چکے انکی بھی شہرت ہو چکی

دیکھ کر آئینہ آپ ہی آپ وہ کہنے لگے
شکل یہ پریون کی یہ حورون کی صورت ہو چکی

غیر کے آگے تو کی ہو گی برائی کس قدر
میرے منہ پر بارہا میری شکایت ہو چکی

مر گئے ہم مر گئے اس ظلم کی کچھ حد بھی ہے
بیوفائی ہو چکی اے بے مروت ہو چکی

کیا ہمارا عذر ٹھہرا کیا سنا عذر گناہ
وائے حسرت ایک ہی دن مین قیامت ہو چکی

کیون ہوئے غمگین نہ تھا کچھ مرثیہ ذکر رقیب
آؤ مل جاؤ گلے بس اب ندامت ہو چکی

کثرت ناز و ادا نے صبر کی فرصت نہ دی
دوسری برپا ہوئی جب اک قیامت ہو چکی

رنج بھی اک طرح کا ہو تو رہے کچھ دل لگی
وہ مصیبت پھر نہ آئی جو مصیبت ہو چکی

کیا مزہ ہے اُن کو اپنی شوخی تقریر کا
جھک پڑے ہے غیرون پہ جب مجھ پر عنایت ہو چکی

ہم بدل جائین گے کیا قسمت بدل جائیگی کیا
جب نہ دنیا مین ہوئی عقبی مین راحت ہو چکی

تیرے جلوہ سے نہ رہ جائیگا انتظام کر
شیر تک اُنکی یہ تاب و طاقت ہو چکی

منہ سے کہدو نہیں قسم سے قول سے تکرار سے
دل دیا ان کو مگر جب خوب حجت ہو چکی

ہم سے دیوانون سے کترا کر چلے ناصح نہ کیون
جانتا ہے وہ کہ ایسون کو نصیحت ہو چکی

اے دل مشتاق کافی ہے سہارا اس قدر
کیا نہ ہو گا وصل صاحب جب سلامت ہو چکی

اُنکی محفل مین رسائی بھی ہوئی تو کیا ہوا
ہم گئے اُسوقت جب برخاست صحبت ہو چکی

اس زمین مین شعر کہنے کا مزہ پاؤ گے داغ
اب تو جو ہونی تھی اے حضرت ملامت ہو چکی

گو دل آزار ہو اچھونکا خیال اچھا ہے
سو بلا دن سے پھر ارمان وصال اچھا ہے

یہ تری چشم فسونگر مین کمال اچھا ہے
ایک کا حال برا ایک کا حال اچھا ہے

نا کہ کر دل کو وہ فرماتے ہین مال اچھا ہے
یہ خدا کی قسم انداز سوال اچھا ہے

روسیاہی خط عارض کی ہٹی پیری مین
کیا قیامت ہے کہ کافر کا مآل اچھا ہے

فکر ہے داور محشر نہ توجہ سے سنے
غیر کے نامۂ اعمال مین ہمال اچھا ہے

مول لیتے ہین خود رنج شب وصل مین ہم
کثرت عیش مین تھوڑا سا ملال اچھا ہے

تنگ ہمت ہے اگر دولت کونین ملے
جو نہ پورا ہو کسی سے وہ سوال اچھا ہے

چھان لی ہمنے جہان پر گذران کی گذری
سارے بازار مین اک تو ہی تو مال اچھا ہے

عوض نقل و گزک اُسکو چبا لیتا ہون
سوند ہا سوندہا یہ مرا جام سفال اچھا ہے

وہ عیادت کو مری آتے ہین لو اور سنو
آج ہی خوبی تقدیر سے حال اچھا ہے

طائر قبلہ نما کو ہے حیات جاوید
زندگانی کا مزہ بے پر و بال اچھا ہے

آنکھ صیاد کی لاکھون مین پڑیگی اسپر
آشیان جسپہ مرا ہو وہ نہال اچھا ہے

مرض عشق کی صحبت کے اٹھائے الزام
ہم مرے جاتے ہین جس درد سے نال اچھا ہے

آگئی غیر کے مطلب مین کہان سے خوبی
وہ مرے دل مین سما جو حرف سوال اچھا ہے

اور تو کیا تری تصویر بھی تجھسے یہ کہے
واقعی مجھسے ترا حسن و جمال اچھا ہے

بند ہا لاگ گئی کیا تیر سے مریض غم کی
چارہ گر مرتے مین بیمار کا حال اچھا ہے

آگیا شب سے جو تا شمع امید بندہی
اُسکے تقدیر کی تاری یہ خیال اچھا ہے

آپ کی جبین ہو مرضی در مصیبت بہتر
آپ کی جبین خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

جو نکا ہون مین ادا ہو وہ جواب دلی ہے
جو اشارون مین ہو پورا وہ سوال اچھا ہے

داغ تم او . . پڑھو شعر ابھی چپ نہ رہو
کہ یہان مجمع ارباب کمال اچھا ہے

غیر کے نام سے پیغام وصال اچھا ہے
پھیر کا جبین مزہ ہو وہ سوال اچھا ہے

کبھی کہتا ہون محبت کا مآل اچھا ہے
کبھی کہتا ہون جو اب ہے یہی حال اچھا ہے

یہ بھی کہتے ہو کہ ہمین کیا کس نے تجھے
یہ بھی کہتے ہو مرا حسن و جمال اچھا ہے

دل تو ہم دین گے مگر پیشتر اتنا کہدو
ہجر اچھا ہے تمھارا کہ وصال اچھا ہے

یہ تو بہتر ہے کہ دنیا مین ہو عقبیٰ کا خیال
کچھ تو عقبیٰ مین بھی دنیا کا مآل اچھا ہے

یہی دولت کا مزہ ہے کہ اڑین گلچھرے
ہاتھ آتے ہی جو اڑ جائے وہ مال اچھا ہے

صلح دشمن سے بھی کر لینگے تری خاطر سے
جسطرح سے ہو غرض رفع ملال اچھا ہے

اک کا نرخ ابھی لگواتے ہین ہم اپنا دل
دور سے سبکو بتاتے ہین وہ مال اچھا ہے

کیا وہ غارت گر دین حشر سے اڑ جائیگا
ہر مسلمان کا سنتے ہین مآل اچھا ہے

روز بد سے نہین تا عمر محبت مین نجات
ہوتے جس سال مین آئی وہی سال اچھا ہے

اپنی تعریف سے چڑتے ہو اگر جانتے ہو
چشم بد دور ہمارا ہی جمال اچھا ہے

لوگ کہتے ہین بھلائی کا زمانہ تھا
یہ بھی کہدین کہ برائی کا مآل اچھا ہے

رقم شوق کی تاثیر سے اوڑنا بہتر
طائر نامہ رسا بے پر و بال اچھا ہے

ایسے بیمار کی افسوس دوا ہو کیونکر
ابھی دم بھر مین برا ہے ابھی حال اچھا ہے

دیکھنے والے کی حالت نہین دیکھی جاتی
جو نہ دیکھے وہی مشتاق جمال اچھا ہے

یا دکھا دو مجھے تم یا دکھا ناخن اپنا
یا یہ کہدو کہ مرے ناخن سے ہلال اچھا ہے

تم نہین اور سہی دل کے طلبگار بہت
سو خریدار ہین موجود جو مال اچھا ہے

دلمین تو خوش ہین تسلی کو مری کہتے ہین
آپ مرنے کے نہین آپکا حال اچھا ہے

باغ عالم مین کوئی خاک پھلیگا پھولیگا
برق گرتی ہے اسی پر جو نہال اچھا ہے

سو جگہ حشر مین سب ہوگئے خواہان اُسکے
لوگ کہتے ہین شمار دہن تنگ مآل اچھا ہے

ہم سے پوچھے کوئی دنیا میں ہے کیا شے اچھی
رنج اچھا ہے غم اچھا ہے ملال اچھا ہے

آپ پچھتائیں نہیں جور سے توبہ نہ کریں
آپ گھبرائیں نہیں داغ کا حال اچھا ہے

یوں راہ شوق میں چلے جیسے ہوا چلے
ہم بیٹھ بیٹھ کر جو چلے بھی تو کیا چلے

بیٹھے اداس اٹھے پریشان خفا چلے
پوچھے تو کوئی آپ سے کیا آئے کیا چلے

آئیں گی ٹوٹ ٹوٹ کے قاصد پہ آفتیں
غافل ادھر ادھر بھی ذرا دیکھتا چلے

ہم ساتھ ہو لیے تو کہا اس نے غیر سے
آتا ہے کون اسے کہو یہ جدا چلے

بالیں سے میری آج وہ یہ کہہ کے اٹھ گئے
اس پر دوا چلے نہ کسی کی دعا چلے

موسی کی طرح راہ میں پوچھے نہ راز دوست
خاموش خضر ساتھ ہمارے چلا چلے

افسانہ رقیب بھی بولے اثر ہوا
بگڑے جو سچ کہے سے وہاں جھوٹ کیا چلے

روکا دل و دماغ کو تو روک تھام کر
اس عمر بے وفا پہ مرا زور کیا چلے

بیٹھا ہے اعتکاف میں کیا داغ روزہ دار
اے کاش میکدے کو یہ مرد خدا چلے

داغ اس بزم میں مہمان کہاں جاتا ہے
تیرا اللہ نگہبان کہاں جاتا ہے

غیر کا شکوہ بھی ہوتا ہے تو کس لطف کے ساتھ
آپ سے تعریف کا عنوان کہاں جاتا ہے

وہ بھی دن یاد ہیں یہ کہہ کے مناتے تھے مجھے
آ ادھر میں ترے قربان کہاں جاتا ہے

باغ فردوس میں ہو روز بھی دل لوٹ لیا
جو ہے تقدیر کا نقصان کہاں جاتا ہے

پاؤں سے تیرے بیابان کہاں چھٹتا ہے
ہاتھ سے میرے گریبان کہاں جاتا ہے

غیر جاتا تھا وہاں میں نے یہ کہہ کر روکا
مجھ سے کچھ جان نہ پہچان کہاں جاتا ہے

در فردوس سے ممکن ہے کہ دربان ٹل جائے
اس کے دروازے سے دربان کہاں جاتا ہے

ہجر کے دن کی مصیبت تو گذر جائے گی
وصل کی رات کا احسان کہاں جاتا ہے

روٹھ کر بزم سے اُٹھا تو نہ روکا مجھکو
نہ کہا اُس نے کہاں کہاں جاتا ہے

بند کرتے ہو جو ہاتھوں سے تم آنکھیں میری
کیا کہوں میں کہ مرا دھیان کہاں جاتا ہے

بزم سے آنکھ چرا کر جو چلا میں تو کہا
ٹھہر او چور یہ اوسان کہاں جاتا ہے

آرزو وصل کی ہوتی ہے سوا بعد وصال
جان جاتی ہے یہ ارمان کہاں جاتا ہے

داغ تُنے تو بڑی دھوم سے کی تیاری
آج یہ عید کا سامان کہاں جاتا ہے

پوچھ وہ سرگرم سخن نام خدا ہونے لگے
اب خدا چاہے تو مطلب بھی ادا ہونے لگے

وہ نگہ زاہد کے دل سے آشنا ہونے لگی
سیر تو جب ہے کہ دونوں میں ذرا ہونے لگے

غیر کے مذکور پر میرا بگڑنا تھا بجا
ٹھہرو ٹھہرو سنبھلو سنبھلو کیا سے کیا ہونے لگے

میں ہی چوکا میں نے ظاہر کر دیا انداز عشق
اس روش سے سیکڑوں ان پر فدا ہونے لگے

جب شب فرقت اٹھانے میں گئے کچھ دعا
درد اُٹھ کر ہاتھ شانوں سے جدا ہونے لگے

سخت تھا گردش نا امیدی ہمسفر منزل بعید
عاقبت تھک تھک کے نالے نارسا ہونے لگے

سلب کر لے یا الٰہی آسمان کا اختیار
جب کسی معشوق سے عہد وفا ہونے لگے

شکوہ نا آشنائی نے بڑھایا اور رشک
میری ضد سے وہ تو سب سے آشنا ہونے لگے

المدد اے عشق ہیں ابتدائے عشق ہے
اب سنبھالو ہم گرفتار بلا ہونے لگے

شکوہ آزردگی سنکر کہا تو یہ کہا
کیا غرض کیا واسطہ ہم کیوں خفا ہونے لگے

اب گلے موقوف بس جی آگیا پیار آگیا
تھوڑے تھوڑے ملیں تم ہمسے نقا ہونے لگے

وہ قیامت کی گھڑی ہے موسیٰ پر آمدا
جب کوئی معشوق سے مل کر جدا ہونے لگے

پڑے پڑے مین ہی بستر پہ آن چھیڑ چھاڑ
کیا مزہ رہجائے جبدم برملا ہونے لگے

ہائے اُسکی فکر اُسکی بیقراری اُسکی یاس
خلق کے جب نامۂ اعمال وا ہونے لگے

اضطراب شوق کا عالم کہون کیا اُس گھڑی
جب کسی کا قہر کے وا سینہ قبا ہونے لگے

میہمانون کو بلاتے ہین خوشی کے واسطے
تم تو آتے ہی اگر بیٹھے خفا ہونے لگے

غیر اچھا مین برا یون ہی سہی بس چپ رہو
رفتہ رفتہ یہ نہ ہو تہمت سوا ہونے لگے

داغ مین پرچا ہی لونگا باتون باتون مین انہین
شرط یہ ہے پیار اُنکا سامنا ہونے لگے

لے کے دل کہتی ہو کیون ہین اسے جلنے کیلیے
ملگیا خوب بہانہ یہ مچلنے کے لیے

باغ عالم مین ہین سب پھولنے پھلنے کے لیے
ورنہ کیا داغ تری طرح سے جلنے کے لیے

انہین فرصت بھی ملے گھر سے نکلنے کے لیے
دوپہر چاہیے پوشاک بدلنے کے لیے

تیرا غصہ ہو کہ ہو میری طبیعت ظالم
یہ بلا مین نہین آئین کبھی ٹلنے کے لیے

اپنی تصویر ہی وہ کاش مجھے بھجوا دین
شغلہ چاہیے کوئی تو بہلنے کے لیے

چھیڑ کر تذکرۂ غیر کہین کیا تجھ سے
ہو مزے ہو تو تری آنکھ بدلنے کے لیے

شوخی و شرم ادائین تری دو چھریان ہین
ایک چلنے کے لیے ایک نہ چلنے کے لیے

آتش رشک عدو خاک کرے گی ہم کو
لاگ کی آگ بری ہوتی ہے جلنے کے لیے

کون سی کی نہ دوا کون سی مانگی نہ دعا
تونے کیا کیا نہ کیا اپنے سنبھلنے کے لیے

ہے بہا تنگ تو اُسے رشک کہ پھر تہ مین
ن یوسف نہ ہوا رنگ نکلنے کے لیے

ہاتھا پائی بھی شب وصل تھی ضد بھی تھی انہین
ہاتھ چلنے کے لیے پاؤن مچلنے کے لیے

ابر کیا سبز کرے نخل شجر سوختہ کو
آب حیوان ہو تو پھر پھولنے پھلنے کے لیے

چارہ گر زندہ رہے گا تو کرے گا تدبیر — چاہیے عمر خضر میرے سنبھلنے کے لیے

وصل دشمن کی گھڑی تھی کہ ہوا اپنا وصال — ساعت اچھی نہ ملی جان نکلنے کے لیے

جنبش لب کے دیتی ہے وہ اب ہنستے ہیں — موجزن چشمۂ حیوان ہے ابلنے کے لیے

غم کی دیوار کھڑی ہو گئی دل کے اندر — میرے ارمان ترستے ہیں نکلنے کے لیے

ہیں کلیجے سے ملوں جگر لوں دل سے ملوں — اپنی تلوار مجھے دیجئے ملنے کے لیے

خاک ٹھہرے ترے کوچے میں کوئی اے قاتل — مستعد نقش کف پا بھی ہے چلنے کے لیے

کھائے جاتا ہے مجھے خنجر خونخوار ترا — یہ اوگلنے کے لئے ہے کہ نگلنے کے لیے

تو مری لاش کو ٹھکرا کے چل اے مست شباب — ٹھوکریں کھاتے ہیں انسان سنبھلنے کے لیے

بزم اغیار میں تم چھپ کے نہ بیٹھو اے داغ
چاند چھپنے کے لئے ہے کہ نکلنے کے لیے

طور کے پہلو میں اک بتخانہ ایسا چاہیے — شور اٹھے جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے

عشق میں لی ہمت مردانہ ایسا چاہیے — یہ کہ اپنا ہو یا بیگانہ ایسا چاہیے

دوست کوئی عاقل و فرزانہ ایسا چاہیے — جو کہ اس سے ستم بیجا نہ ایسا چاہیے

دیکھنا کس لطف سے کہتا ہوں اپنی واردات — داور محشر سنے افسانہ ایسا چاہیے

دلربا کہلائے دل آزار ایسا ہونا چاہیے — آشنا کہیے جسے بیگانہ ایسا چاہیے

ایک قطرہ بھی نہ اسے ساقی ملے کم ظرف کو — انتظام بادہ و پیمانہ ایسا چاہیے

دل مرا اہل وطن سے بہت کھٹکا ہوا — خار کاٹ چمن خود ویرانہ ایسا چاہیے

مول لیکر قیس کی تصویر وہ نادم ہوئے — میں نے جب چھیڑا الجھ بیٹھے ایسا چاہیے

اس ادا سے قتل کر مجھ کو جسے سراہی قسم — سب کہیں انداز معشوقانہ ایسا چاہیے

تیر تیرا دل مین رہ رہ کر کھچا کس کس طرح
جو کرے ملکر دلا بیگانہ ایسا چاہیے

دل لیا تو کیا لیا جرم وفا پر آپ نے
دے سکون جسکو نہ چین آ نہ ایسا چاہیے

دل جلون کے سو دل کا ہو اثر دونون جگہ
گرم ہو کو نہین آتشخانہ ایسا چاہیے

بیوفائی تم کرو نا آشنائی تم کرو
تمکو ایسا چاہیے حاشا نہ ایسا چاہیے

چشم پرخون نیچتے ہین ہم جو لے وہ بادہ نوش
اور کیسا چاہیے پیمانہ ایسا چاہیے

دیکھ کر چاہت مری کہتے ہین سب اہل نظر
گل کو بلبل شمع کو پروانہ ایسا چاہیے

بھیس بدلے حضرت زاہد ہین چوری چھپے
شہر مین پوشیدہ اک میخانہ ایسا چاہیے

دست مژگان سے کرون کنگھی تمھاری زلف مین
لیسے ہوے عنبرین مین شانہ ایسا چاہیے

یہ اگر نغمون سے ہو لبریز وہ نالون سے گرم
عیش خانہ ہو کہ ماتم خانہ ایسا چاہیے

چاہنے والون کی کم ہوتی نہین چاہت کبھی
چاہیے تو چاہیے یہ کیا نہ ایسا چاہیے

گونج اٹھے گنبد گردون دہل جائے زمین
میکشون کا نالۂ مستانہ ایسا چاہیے

نامۂ اعمال مجھسے چھینکر محشر مین وہ
کہتے ہین اپنے لیے افسانہ ایسا چاہیے

جبر پر ہو صبر الفت مین جفا پر ہو وفا
مجھکو تو اے ہمت مردانہ ایسا چاہیے

بے تبر مین اُس شمع رو کے دل جلا فرقت مین بھی
جو اندھیرے مین جلے پروانہ ایسا چاہیے

طور پر ہم بھی گئے تھے کچھ نظر آتا اگر
تو یہ کہتے جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے

اس بہانے سے دکھا دین کا نقشہ ہم انھین
ہم کو اک ٹوٹا ہوا پیمانہ ایسا چاہیے

خوب جی بھر کر سنا پہلے تو قصہ داغ کا
پھر کہا دل تھام کر افسانہ ایسا چاہیے

کج انکے بھید اس صورت سے ظاہر ہو گئے
غیر کا مذکور آیا تھا کہ تر بھر ہو گئے

دیکھتے ہی شکل راز دل سے ماہر ہو گئے
پھر نہ وہ ٹالے ٹلے جس بات کے سر ہو گئے

چال اُنکی دیکھنا گویا بڑے مظلوم ہین
سب سے پہلے عرصۂ محشر مین حاضر ہو گئے

وصل کی شب تجھے سارے دل مین کیا کیا ذوق شوق
صبح کے ہوتے ہی رخصت سب سفر ہو گئے

حضرت ناصح ذرا پی کر یہ ابھی پیالہ کی
محتسب بھا ۔ بلے رندون کے مخبر ہو گئے

کیون قسم کھاتے ہو اب ہم کو نہین تم سے ملال
وہ کہے دیتی ہے چتون تم خفا پھر ہو گئے

ہمنے تو بچتے نہ دیکھے چاہنے والے ترے
رفتہ رفتہ جان بحق سب اول آخر ہو گئے

شکوہ کرتا تو خدا جانے وہ کیا کرتے غضب
بینے کی تعریف وہ الٹے مرے سر ہو گئے

داغ تم آئے تھے بزم عیش مین خوش خوش ابھی
کیا ہوا کسواسطے افسردہ خاطر ہو گئے

جب سے لالہ فام ہوئی ہے
مجھکو تو یہ حرام ہوتی ہے

یہ بھی طرز خرام ہوتی ہے
ساری دنیا تمام ہوتی ہے

خوبرو وہ ہے جس کی خو اچھی
شمع صورت حرام ہوتی ہے

توڑتا ہے اسی کو وہ گلچین
جو کلی دل کی خام ہوتی ہے

دل ہی دل مین ترے رقیبون سے
گفتگو لا کلام ہوتی ہے

صبح ہونے تو دو چلے جانا
شب کی نیت حرام ہوتی ہے

کیا خوشی ہے کہ میرے پھولون مین
دعوت خاص و عام ہوتی ہے

حیث مطلب کہا نہین جاتا
بات اون سے مدام ہوتی ہے

نہین کھچتی ہے مجھ سے تیری شبیہ
تجھ سے کب ہم کلام ہوتی ہے

یہ سنا ہے کہ برہمن سے بھی
شیخ کی رام رام ہوتی ہے

دم آخر تو کچھ مری سن لو
آج حجت تمام ہوتی ہے

تیرا وعدہ ہے کب قیامت کا
رات دن صبح و شام ہوتی ہے

ہجر کا دن ڈھلے تو ہم جانیں
صبح کے بعد شام ہوتی ہے

غیر جتنی برائی کرتے ہیں
وہ ہمارے ہی نام ہوتی ہے

پہلے اے داغ کچھ نہ ہوش آیا
دل کی اب روک تھام ہوتی ہے

شبنم سے شب ہجر کی ظلمت نہیں جاتی
سو شوب پڑیں تو بھی یہ رنگت نہیں جاتی

آئی ہوئی عاشق کی طبیعت نہیں جاتی
آتی ہے تو آکر یہ قیامت نہیں جاتی

کھاتی ہے پس مرگ ترے ہجر کے خنجر
دنیا سے کوئی روح سلامت نہیں جاتی

سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہیں جاتا
دل جاتا ہے دل سے تری الفت نہیں جاتی

اللہ رے محشر میں کہوں گا ترے آگے
مجبور ہوں میں اُس کی محبت نہیں جاتی

اے دل تو انھیں شرم رہی منہ سے نہ بولے
جب شرم گئی وصل کی حجت نہیں جاتی

اے عمر رواں اُسکو بھی ہمراہ لیے جا
تو جاتی ہے دل سے مری حسرت نہیں جاتی

زاہد یہ اگر بیت ہے مسجد سے تو کیا ہے
کچھ اس سے تو میخانے کی عظمت نہیں جاتی

ہر چند بلا ہے مگر اس میں بھی وفا ہے
گھر غیر کے میری شب فرقت نہیں جاتی

آئینہ ہی اب رہنے لگا آپ کے آگے
کر سکتے ہیں منہ دیکھے کی الفت نہیں جاتی

فتنے بھی ہیں پامال تری راہگذر میں
دو چار قدم اُٹھ کے قیامت نہیں جاتی

مل جاتے ہیں خود خاک میں ہم فرق ہو اتنا
دل سے تو ہمارے بھی کدورت نہیں جاتی

جاتی ہے مری جان یہ میں کہہ نہیں سکتا
جب تک اسے تم دو نہ اجازت نہیں جاتی

سو جاتی ہین اوٹھ اوٹھ کے جگانے سے شب وصل
اُن نیند بھری آنکھون کی غفلت نہین جاتی

اے داغ برا مان نہ تو اُس کے کہے کا
معشوق کی گالی سے تو عزت نہین جاتی

جانے سے تو مہمان کی عزت نہین جاتی
تو جاتی ہے یا اے شب فرقت نہین جاتی

بیٹھے ہین عجب شان سے وہ بزم عدو مین
ڈرتی ہے مرے ساتھ قیامت نہین جاتی

دیگا نہ کوئی ٹھوکرین کھانے کی گواہی
ہمراہ مرے حشر مین تربت نہین جاتی

رونے سے بھی مٹتا ہے کہین شوق نظارہ
آنکھین بھی گئین تو بھی تو حسرت نہین جاتی

دم بھر کے قابو مین طبیعت نہین آتی ہو
اللہ کسی وقت یہ حالت نہین جاتی

ہے وصل کے بعد اُن کو گمان اور کسی کا
او ایسی صفائی مین کدورت نہین جاتی

وہ آکے مری قبر پہ یہ لکھ گئے مصرع
کافر تجھے دنیا کی محبت نہین جاتی

فرہاد کے مرقد سے یہ آتی ہین صدائین
برباد کسی شخص کی محنت نہین جاتی

اٹھتے ہین جو عالم مین وہ مٹجاتے ہین فتنے
کافر تری آنکھون کی شرارت نہین جاتی

کیون دختر رز کو نہ ہے شیخ سے پرہیز
کعبے کو بھی یہ صاحب حرمت نہین جاتی

کیا دیکھ لیا عہد سکندر مین الٰہی
آئینے کے منھ سے کبھی حیرت نہین جاتی

شرما کے قسم کھا کے ابھی عہد کیا تھا
پھر ظلم کیا آپ کی عادت نہین جاتی

کہتے ہین تجھے دیکھ کے سب اہل محبت
اس طرح تو قابو سے طبیعت نہین جاتی

غم سہتے ہین پر لب پہ شکایت نہین آتی
دکھ بھرتے ہین پر تیری محبت نہین جاتی

ہم چاہ کے پچتائے ہین اس پردہ نشین کو
آنکھون سے کسی وقت وہ صورت نہین جاتی

وہ جو وہ جفا کر کے وفا کر نہین سکتے
اس راہ سے اوس راہ طبیعت نہین جاتی

تعریف ستم سے بھی انھین ہم بند ہے ہین ... کیون شکر کیا اس کی شکایت نہین جاتی

ای داغ سلامت رہین مہمان ہمارے
جو آتی ہے آفت کہ مصیبت نہین جاتی

اُس کی چتون نظر مین پھرتی ہے ... اک چھری سی جگر مین پھرتی ہے

آہ ہر دم سفر مین پھرتی ہے ... یہ تلاش اثر مین پھرتی ہے

نالہ کرتا ہون تو مری آواز ... گونجتی اون کے گھر مین پھرتی ہے

نہ ملا بعد مرگ بھی آرام ... روح اس رہگذر مین پھرتی ہے

وہ دم رقص گردشین اُس کی ... ایک پھرکی نظر مین پھرتی ہے

نہ ملے گا وہ جستجو سے کہین ... خلق کس دردسر مین پھرتی ہے

اُس کے آگے زبان مشکل سے ... دہن نامہ بر مین پھرتی ہے

آمد آمد ہے آج کس کی داغ
یہ سفیدی جو گھر مین پھرتی ہے

سرکتی ہین انہین غیرون کی چاہت ایسی ہوتی ہے ... خدا کی شان بوالہوسون کی حالت ایسی ہوتی ہے

جب آنکھین لڑ گئین تو چپکے چپکے ہنس ہنس کر ... تری تصویر کہتی ہے صورت ایسی ہوتی ہے

کیا نظارہ بزم غیر مین اس نے قیامت کا ... یہ کیا معلوم تھا دوزخ مین جنت ایسی ہوتی ہے

نہ نکلے عالم بالا تک ایسا چاند سا چہرہ ... انہین کافر جو کہین ایک صورت ایسی ہوتی ہے

ابھی تو کھیل سمجھے ہو مگر آگے پچھتاؤ گے ... قیامت اسکو کہتے ہین قیامت ایسی ہوتی ہے

ہماری شکل حیرت مین پہچانی نہین جاتی ... بگڑ جاتی ہے صورت بھی مصیبت ایسی ہوتی ہے

کفن سے منہ ہمارا جب کھول کر دیکھا تو وہ بولے ... ہمارے چاہنے والون کی صورت ایسی ہوتی ہے

رنج کی جب گفتگو ہونے لگی
آپ سے تم تم سے تو ہونے لگی

چاہیے پیغامبر دونون طرف
لطف کیا جب دوبدو ہونے لگی

میری رسوائی کی نوبت آگئی
ان کی شہرت کوبکو ہونے لگی

ہے تری تصویر کتنی بے حجاب
ہر کسی کے روبرو ہونے لگی

غیر کے ہوتے بھلا اے شام وصل
کیون ہمارے روبرو ہونے لگی

ناامیدی بڑھ گئی ہے اس قدر
آرزو کی آرزو ہونے لگی

اب کی ملکر دیکھیے کیا رنگ ہو
پھر ہماری جستجو ہونے لگی

داغ اترائے ہوئے پھرتے ہین آج
شاید ان کی آبرو ہونے لگی

ناروا کہیے ناسزا کہیے
کہیے کہیے مجھے برا کہیے

تجھکو بدعہد و بیوفا کہیے
ایسے جھوٹے کو اور کیا کہیے

درد دل کا نہ کہیے یا کہیے
جب وہ پوچھے مزاج کیا کہیے

پھر نہ رکیے جو مدعا کہیے
ایک کے بعد دوسرا کہیے

آپ اب میرا منھ نہ کھلوائین
یہ نہ کہیے کہ مدعا کہیے

وہ مجھے قتل کرکے کہتے ہین
مانتا ہی نہ تھا یہ کیا کہیے

دل مین رکھنے کی بات ہے غم عشق
اس کو ہرگز نہ برملا کہیے

تجھکو اچھا کہا ہے کس کس نے
کہنے والون کو خیر کیا کہیے

وہ بھی سن لین گے یہ کبھی نہ کبھی
حال دل سب جابجا کہیے

تجھکو کہیے برا نہ غیر کے ساتھ
جو ہو کہنا جدا جدا کہیے

انتہا عشق کی خدا جانے — دم آخر کو ابتدا کہئے
میرے مطلب سے کیا غرض مطلب — آپ اپنا تو مدعا کہئے
ایسی کشتی کا ڈوبنا اچھا — جو کہ دشمن کو ناخدا کہئے
صبر فرقت مین آہی جاتا ہے — پر اسے دیر آشنا کہئے
آگئی آپ کو مسیحائی — مرنے والون کو مرحبا کہئے
آپ کا خیر خواہ میرے سوا — ہے کوئی اور دوسرا کہئے
ہاتھ رکھکر وہ اپنے کانون پر — مجھسے کہتے ہین ماجرا کہئے

ہوش جاتے رہے رقیبون کے
داغ کو اور باوفا کہئے

١٠٠

شکوہ نہین کسی کی ملاقات کا مجھے — تم جانتے ہو وہم ہے جس بات کا مجھے
جانا کہ ہوئے غیر یہ پہچان جائے گا — باسی نہ اُس نے ہار دیا رات کا مجھے
کوئی نہین تو دل ہی سے باتین ہین رات بھر — اللہ رے شوق حرف وحکایات کا مجھے
وہ دن سے اپنے گھر گئے آئی شب فراق — کھٹکا لگا ہوا تھا اسی رات کا مجھے
ملکر تمام بھید کہدینگا رقیب سے — آتا ہے خوب توڑ تری گھات کا مجھے
ڈرنا کسی کا اور وہ بجلی کا کوندنا — موسم بہت پسند ہے برسات کا مجھے
تدبیر سے تو موت نہ آئی شب فراق — ہے انتظار مرگ مفاجات کا مجھے
وہ دن گئے کہ زہر بھی آب حیات تھا — ہے اب تو زہر پان ترے ہات کا مجھے

آخر وہان رقیب نے نقشہ جما لیا
اے داغ خوف تھا اسی بذات کا مجھے

مری اُنکی بھری محفل میں ہوگی
زباں پر آئے گی جو دل میں ہوگی

نہ ہوگا کیا ہمارا کام ہوگا
نہ ہوگی کیا ادا قاتل میں ہوگی

یہی قاصد پتا ہے اُس کے گھر کا
ہوا کچھ اور اُس منزل میں ہوگی

جو تیرا جذب دل کامل ہے اے قیس
تو پھر لیلےٰ کہاں محمل میں ہوگی

نہ کرتے دل لگی ایسا جانتے تھے
ہماری جان اس مشکل میں ہوگی

سوال وصل پر وہ چھینٹے لیں گے
جو لغزش کیسی سائل میں ہوگی

چرائے گا اسی سے آنکھ قاتل
ذرا سی جان جس بسمل میں ہوگی

عدم کے جانے والو سنتے جاؤ
یہ آسائش نہ اس منزل میں ہوگی

اگر عقبےٰ میں دنیا یاد آئی
تو مشکل اور اک مشکل میں ہوگی

نہیں شوخی سے خالی شرم اُنکی
قیامت پردۂ حائل میں ہوگی

وہاں چٹکی میں سب وہ تیر لیں گے
یہاں اک گدگدی سی دل میں ہوگی

نہ کہئے داغ تو اچھا ہے ورنہ
بڑی ہلچل تری محفل میں ہوگی

گرہ جو پڑ گئی مجلس میں تو قاتل دیکھلیگی
نہ اُنکے دل سے نکلیگی نہ میرے دل سے نکلیگی

[illegible]
دعا مغفرت جب دم لب قاتل سے نکلیگی

تجھے دیکھیں نہ خنجر دیکھ جا کر تماشائی
بلا ہو دو جو حسرت سینۂ بسمل سے نکلیگی

ادا تیری فغاں میری ہوا لے بیٹھی [illegible]
جگر تھامے ہوئے خلقت تری محفل سے نکلیگی

[illegible] ابتدا نہ کھلوا کر
کلیجا توڑ دیگی وہ دعا جو دل سے نکلیگی

اسی بد خو سے ہم کہنے لگے تھے مدعا اپنا
یہ کیا معلوم تھا آواز بھی مشکل سے نکلیگی

تغافل چاہیے اے قیس مجھکو ایسے موقع پر
ابھی جھنجھلا کے لیلےٰ پردۂ محمل سے نکلیگی

نہ کر پامال ہم کو ورنہ حسرت داغ بن بنکر
تمھارے دل مین بیٹھیگی ہمارے دل سے نکلیگی

نہین دشوار کچھ اپنے مکان سے لامکان جانا
وہین پہونچائے گی جو راہ جس منزل سے نکلیگی

مری کشتی اگر چھوٹیگی دریاے محبت مین
تو سب سے پہلے بسم اللہ لب ساحل سے نکلیگی

بڑی سختی سے میری جان نکلی ہو گئی دن تنگ
یہ ایک لاش کیونکر کوچۂ قاتل سے نکلیگی

چھپایا منہ اگر ہمسے تو کیا ہم مر نہ جائینگے
نگہ بجلی کی صورت پردۂ حائل سے نکلیگی

ترشے مین قیامت کے غضب کے راتدن نفری
نئی جب بات نکلیگی تری محفل سے نکلیگی

وہی دوزخ نہ مانگی جسمین یہ بت ہونگے اے داغ
دہان تنگ ہے جنت کیون لب سائل سے نکلیگی

رموز عاشقی کو عاشقو تم داغ سے پوچھو
کہ باریکی مین باریکی اُسی کاکل سے نکلیگی

فغان کو لاگ ٹھہری آسمان سے
اٹھا جاتا ہے پردہ درمیان سے

تری رنجش کھلی طرز بیان سے
نہ تھی دل مین تو کیون نکلی زبان سے

نرالی ہے ادا سارے جہان سے
کوئی پیدا کرے تجھسا کہان سے

گرے ہوتے اٹھکر آستان سے
چلے آتے تھے گھبرا کے کہان سے

عدو کی التجا کرنی پڑی ہے
مرادین مانگتا ہے آسمان سے

مرے تنکون مین سے کیا خار حسرت
الگ کرتی ہے بجلی آشیان سے

نتیجہ اُن کی باتون کا یہ نکلا ہے
کہ اپنی مدح کھتی اپنی زبان سے

لگا رہتا ہے کھٹکا دونون جانب
مزہ ہے دوستی کا بدگمان سے

وہ مجھکو دیکھکر بولے الٰہی
بچانا اُس بلائے ناگہان سے

نہ کہئے دوست دشمن کو نہ کہئے
پرائے اپنے ہوتے ہین زبان سے

تمھارے در پہ ہم کیونکر نہ آتے
کہ تھی صاحب سلامت پاسبان سے

شکایت راہ الفت کی سنے کون
الگ چلتا ہون بچکر کاروان سے

ڈرے گا شور محشر سے وہ کیا خاک
تسلی جس کو ہو میری فغان سے

وہ خط لکھین مجھے جھوٹا ہے قاصد
خدا جانے اٹھا لایا کہان سے

شب غم ہر بلا کا منتظر ہون
نگاہین لڑ رہی ہین آسمان سے

رہے جادو ہوا اوس کا وہی حال
جسے جو کہدیا تونے زبان سے

یہ ہے کیا بات سنتے ہین ڈاکثر
ہمارا حال دشمن کی زبان سے

تم اپنے رہگزر سے بچتے رہنا
اٹھے گا فتنۂ محشر یہان سے

تمھاری چشم فتان نے بھی شاگرد
بنا ڈالے ہزارون آسمان سے

رقیب آیا ہے چھپکر تیرے در پر
مگر الجھا ہوا ہے پاسبان سے

خوشی کیا زندگی کی جب خضر تک
مرے جاتے ہین عمر جاودان سے

جہان آباد ہر منزل ہوا ای داغ
قدم باہر نکالا جب مکان سے

ہمارے دم نکلنے مین بھی اک عالم نکلتا ہے
گروہ مشتاق ہین دیکھین تو کیونکر دم نکلتا ہے

لگی کیا پڑ گئی ہے چاہنے والونکی ای قاتل
اگر اب تلوار کم کھنچتی ہے خنجر کم نکلتا ہے

گلہ کیسا کہان کا رنج کس کا جان بلب تھا
جب اُنکے بیمار سے پوچھا تمھارا دم نکلتا ہے

نہ سمجھا آج تک دیکھا نہ سمجھا حشر تک دیکھین
ان آنکھون سے بہت نکلا بہت عالم نکلتا ہے

کوئی کیا چل سکیگا اُس خرام ناز سے بڑھکر
قیامت کا تمھاری ٹھوکرونمین دم نکلتا ہے

گداز غم سے میری ہڈیاں گھلتی ہیں گھل جائیں
ہزار ارمان تو اے دیدۂ پرنم نکلتا ہے

تمھیں میرے مسیحا ہو تمھیں میری تمنا ہو
تمھیں پر جان جاتی ہے تمھیں پر دم نکلتا ہے

نقاب اُٹھے روشن ہو رخ پر نور کا جلوہ
جو چھن چھن کر نکلتا ہو تو یہ کیا کم نکلتا ہے

الٰہی خیر کرنا آج کوئی داغ کے گھر سے
نہ بے شیون نکلتا ہے نہ بے ماتم نکلتا ہے

زمانہ بہت بدگمان ہو رہا ہے
کسی شخص کا امتحان ہو رہا ہے

سُریلی صدائیں ہیں اُس شوخ کی سی
الٰہی یہ جلسہ کہاں ہو رہا ہے

بہت حسرت آتی ہے مجھکو یہ سُنکر
کسی پر کوئی مہربان ہو رہا ہے

ترے ظلم پنہاں ابھی کون جانے
فقط آسمان آسمان ہو رہا ہے

سنوں کیا خبر جشن عشرت کی قاصد
جہاں ہو رہا ہے وہاں ہو رہا ہے

وہ حال طبیعت جو برسوں چھپایا
ہر اک شخص سے اب بیان ہو رہا ہے

کوئی اوڑھ کے آیا کوئی چھپ کے آیا
پشیمان ترا پاسبان ہو رہا ہے

کہیں دو گھڑی آپ شبنم میں سوئے
جو رخ پر عرق درفشان ہو رہا ہے

اِن آنکھوں نے اِس دل کا کیا بھید کھولا
کہ مضطر مرا رازدان ہو رہا ہے

یہ بیہوشیاں داغ یہ خواب غفلت
خبر بھی ہے جو کچھ وہاں ہو رہا ہے

آج گھبرا کر وہ بولے جب سنے نالے مرے
جان کے پیچھے پڑے ہیں چاہنے والے مرے

محفل دشمن سے میری پیشوائی کے لئے
جھوم کر آنا وہ تیرا ہائے متوالے مرے

خار صحرائے جنون نے تیز کی کیا کیا زبان
پھوٹے منہ سے بھی نہ بولے پاؤں کے چھالے مرے

اگر یہ سودن پر ہاتھ رکھکر ناز سے کہتے ہین وہ
سامری کو بھی تو ڈس جائین دکھاؤ مرے

حضرت ناصح تمھاری کیا بری ترکیب ہے
تم کوئی سانچے مین ڈھل سکتے ہو بولو ڈھالو مرے

[illegible] چار دن طرف
تیر قاتل نے کیے مینا چار پر کالے مرے

عشق و وحشت کی کرے گا کون ایسی پرورش
ان کو چھوڑون کس طرح یہ پڑگئے پالے مرے

وہ عیادت کو نہ آئے داغ تو کچھ غم نہین
اور دنیا مین بہت ہین پوچھنے والے مرے

کسی کے جبر سے لب پر مرے فریاد نہ آتی
وہ چوٹ نہین کھائی تھی جو یاد نہ آتی

بہشت مین جو ہون دن کو مری یاد نہ آتی
چمکی بھی نہ خنجر بیداد نہ آتی

ملنے شعبدہ ہے تجھکو ہزار رنگ تم آتے
اک طرز دل آزاری و بیداد نہ آتی

گر جان گئی عشق مین پر نام تو پایا
کٹنے مین بھی کیا محنت فرہاد نہ آتی

اس وحشت دل نے مجھے دیوانہ بنایا
ورنہ کبھی تم تک مری فریاد نہ آتی

گر باغ مین وہ خانہ برانداز نہ آتا
گھبرائی ہوئی نکہت برباد نہ آتی

قسمت سے ملا مرگ محبت کا بہانہ
کیا موت سمجھے اسے دل ناشاد نہ آتی

اک عمر سے ہون نغمہ سرا کنج قفس مین
اب بھی مجھے دلداری صیاد نہ آتی

مرتا مگر اس حال سے فرقت مین نہ مرتا
آتی مگر اس طرح تری یاد نہ آتی

ہے فیض الٰہی مین بھی کون سی اے داغ
کیون جوش پہ ہو طبع خداداد نہ آتی

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

بات کرتی نہین ہے لیتی ہے چٹکی دل مین
یہ تو ہے آپ کی تصویر مین اک بات نئی

دل طلب کرتے ہو مہمان بلا کر ہم کو
یہ تواضع ہی نئی ہے یہ مدارات نئی

عشق بھی کفر ہوا حضرت واعظ خاموش
آپ نے یہ تو کہی قبلۂ حاجات نئی

ہون گے حوران بہشتی کے پرانے انداز
آپ کی بات نئی گھات نئی گات نئی

سر مرا کاٹ کے اے نامہ رسان لیتا جا
گرچہ بیکار سہی پر ہے یہ سوغات نئی

رنگ مے دیکھ کے ہم صاف بتا دیتے ہین
یہ پرانی ہے یہ اے پیر خرابات نئی

غیر نے کی جو برائی تو بھلائی ٹھہری
یہ ملی ہے عمل بد کی مکافات نئی

داغ بھی کوئی شاعر ہے ذرا سچ کہنا
جسکے ہر شعر مین ترکیب نئی بات نئی

پند واعظ سنتے سنتے کان اپنے بھر گئے
کیا عبادت کو ہمین ہین سب فرشتے مر گئے

پھوٹ کر رو کے جو چھالے ہو گئے جنگل ہرے
چشم دریا بار جب برسی تو جل تھل بھر گئے

دیکھ سکتا کیا ہمارا حال وہ نازک مزاج
آئینے مین آپ اپنی شکل سے ہم ڈر گئے

تو ہے کیا معشوق جو ہم التجا تیری کرین
تو گیا تو ہم بھی تجھ سے اے دل مضطر گئے

منہ اندھیرے مجھکو غافل دیکھ کر شوخی زدہ
چپکے اوٹھکر چلدیے پہلو مین تکیہ دھر گئے

حال میرا پوچھکر کیا کیا جلے دل مین رقیب
جب کہا شوخی سے اونھنے ان کے دشمن مر گئے

آدمی ایسا کہان کوئی فرشتہ ہو تو ہو
شیخ صاحب یہ نہین معلوم تم کسپر گئے

فاتحہ پڑھنے بھی کوئی قبر پر آتا نہین
مر گیا مین کیا کہ سب میری طرف سے مر گئے

داغ کے تو نام سے نفرت تھی اس بے مہر کو
پر نہین معلوم یہ حضرت وہان کیونکر گئے

یہ ٹپکتا ہے تیری چتون سے
کہ اشارے ہوئے ہین دشمن سے

آنکھین پھوٹین جو کچھ بھی دیکھا ہو
ابھی آتا ہون دشت ایمن سے

چوس کر وہ لب مسی آلود
آج مین ہمزبان ہون سوسن سے

ہون وہ بیتاب کیا عجب پس مرگ
نکلے سیماب میرے مدفن سے

خاک میری اوڑائی ہے اُس نے
بچکے چلنا تم اپنے دامن سے

ہائے مجبوریان محبت کی
حال کہنا پڑا ہے دشمن سے

آسمان کس طرح سُنے فریاد
کان پھوٹے ہین میرے شیون سے

دل نادان سے مین نہایت تنگ
اور تم اپنی چشم پرفن سے

ساعت وصل کے لئے اے داغ
پوچھتے رہتے ہین برہمن سے

ملتے ہی بیباک تھی وہ آنکھ شرمائی ہوئی
پھر گئی بچتا کے پلکون تک حیا آئی ہوئی

ہر ادا مستانہ سر سے پاؤن تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

ہائے دنیا وہ کہان وہ عیب پوشی اب کہان
عرصۂ محشر مین رسوائی سی رسوائی ہوئی

مجلس اہل عزا مین وہ مجھے روتے تھے خوش
دو گھڑی کو یہ بھی انکی محفل آرائی ہوئی

آسمان نے خاک کی چٹکی ہر اک فتنہ کو دی
میری تربت ہو یہ کن قدمون کی ٹھکرائی ہوئی

تجھکو یہ دعوی کوئی تیرے سوا ملتا نہین
اُسکا یہ الزام ابھی قید تنہائی ہوئی

ٹوک رستے مین پیار آہی گیا اُس شوخ کو
وہ نظر حیرت زدہ وہ بات گھبرائی ہوئی

تازہ غم کھایا کئے ہم وہ ہین پاکیزہ مزاج
اور تم کھاتے رہے جھوٹی قسم کھائی ہوئی

بہروپئے بنکر انکی موہنہ سے سن لیا حال رقیب
عمر بھر مین ایک ہی تو تم سے دانائی ہوئی

ان کی مٹھی مین جو دل تڑپا دبا کر یہ کہا
چھوٹتی ہے کوئی ایسی چیز ہاتھ آئی ہوئی

بوسہ لیکر جان ڈالی غیر کی تصویر مین
یہ نیا اعجاز یہ اچھی مسیحائی ہوئی

دیکھکر قاتل کی آمد داغ دل مین شاد شاد
اور غمخوارون کے منہ پر مردنی چھائی ہوئی

کس دلِ بیتاب کی یارب تماشائی ہوئی
وہ نگاہ شوخ کچھ پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

اوڑ گئی گم ہوگئی جاتی رہی آئی ہوئی
بے وفا تیری وفا میری شکیبائی ہوئی

لین قیامت مین بلائین اُس سراپا ناز کی
صدقے رعنائی ہوئی قربان زیبائی ہوئی

بت کدے مین سجدہ کرنا کفر اے واعظ نہین
گر ہین مقبول اپنی جبہہ فرسائی ہوئی

چوٹ کھائی عشق کی دلنے جگر تڑپا کیا
دوسرے پر آئے کیونکر ایک کی آئی ہوئی

موت سے ہے روح ترسان سخت تر میرے حال سے
یہ بھی گھبرائی ہوئی ہے وہ بھی گھبرائی ہوئی

توبہ کرنا ہر گرون مین تو یہ ایسے وقت مین
یہ بہار آئی ہوئی ایسی گھٹا چھائی ہوئی

یہ ملا ذکر قیامت پر قیامت کا جواب
کیا اٹھے گی وہ ہماری ٹھوکرین کھائی ہوئی

آگیا جب کوئی کرلین چار باتین اُس سے بھی
ورنہ پھر سر پیٹنا جسو قسمت تنہائی ہوئی

یہ ٹپکتا ہے تری زلف سیہ کے رنگ سے
آج کل مین ایک نہ اک کے سر پہ سودائی ہوئی

ہے عجب اندھیر کوئی داغ کا پرسان نہین
صبح محشر بھی آلی شام تنہائی ہوئی

میری قسمت کی طرح رہتی ہے بل کھائی ہوئی
زلف پر بھی کیا ہے سختی کی گرہ آئی ہوئی

جب ترے در سے پھر اُٹھی خلقت تماشائی ہوئی
پیچھے پیچھے داغ آگے آگے رسوائی ہوئی

کاتب اعمال سے ضد تھی دم تحریر شوق
انگلیان گھس گھس گئین وہ خامہ فرسائی ہوئی

دوست دشمن کو بنایا ہے ترے انداز نے
سب کو پہچانا اگر تجھسے شناسائی ہوئی

لے ہجوم ناامیدی رکھ لے شرم آرزو
گوشۂ دل میں الگ بیٹھی ہے شرمائی ہوئی

جا کر پہچان کر انجان جب کوئی بنے
پھر نہ ہونے کے برابر وہ شناسائی ہوئی

کیا قسم کھا کر ہوا ہے منفعل پیغام بر
تاڑ لی اُس نکتہ چین نے بات سمجھائی ہوئی

ضعف نے ایسا بٹھایا اس کی بزم ناز میں
میں نے یہ جانا مجھے حاصل شکیبائی ہوئی

کس بلا میں مبتلا رہتی ہے دن بھر شام غم
دوڑ کر آتی ہے میرے گھر جو گھبرائی ہوئی

بھولی صورت پر پڑی تصویر میں یہ بانکپن
لب پہ ظاہر ہے تبسم دل میں اترائی ہوئی

چل دیا اے داغ کیا منہ پھیر کر وہ مہ جبین
پھر گئی تقدیر میری سامنے آئی ہوئی

رباعیات

تم تو فلک حسن پہ ہو ماہ منیر
سائے کی طرح ساتھ ہے داغ دلگیر
خال لب گلفام ہے شاہد اسکا
بے داغ نہ کھنچ سکی تمھاری تصویر

دیگر

اس شکل کا دنیا میں نہیں کوئی نظیر
صورت ہو طبیعت کی طرح شوخ و شریر
اللہ رے حجاب و بدگمانی تیری
کھینچی ہے مجھے نصف بدن کی تصویر

دیگر

ہر عیب سے خالی ہے تمھاری تصویر
دنیا سے نرالی ہے تمھاری تصویر

کس شکل مصور سے یہ پوری کھنچی ہو		دل کھینچنے والی ہے تمھاری تصویر

دیگر

کیا خوب مصور نے اتاری تصویر		دیکھی نہ سنی ایسی تو پیاری تصویر
جب ہاتھ لگاتا ہون تو جی ڈرتا ہے		کہہ بیٹھے نہ کچھ منھ سے تمھاری تصویر

دیگر

دل لیکے مکرتی ہے تمھاری تصویر		یہ بات تو کرتی ہے تمھاری تصویر
خاموش ہو جاتی ہے اُسکے آگے		کیا داغ سے ڈرتی ہے تمھاری تصویر

دیگر

مغرور ہے تجھسے بھی جو بڑھ کر تصویر		رکھتی نہین پانون کو زمین پر تصویر
چھیڑون جو ذرا مین تو کہان پاس حجاب		ہو جائے ابھی جامے سے باہر تصویر

دیگر

گو لاکھ کرے ناز تمھاری تصویر		میری تو ہے دمساز تمھاری تصویر
کہدیتی ہے سب بھید تمھارا مجھسے		ہو بنگئی غماز تمھاری تصویر

دیگر

گرمی مین جو آیا رمضان اب کی بار		اے داغ گناہ اپنے ہوئے فی النار
دو روزے کا ہر روزہ ہے اس موسم مین	تمام شد	روزہ بھی ہوا کئی دن مین دو بارہ افطار

تاریخ طبع از نتائج افکار جناب مولوی محمد عبد الغفور خانصاحب بہادر نساخ ڈپٹی کلکٹر مینی پور

نساخ شل عقد ثریا شدست جمع ہو		بارِ دگر نتائج طبع دخیال داغ

نے نہید از رشک شود بلبل ارم — داغ از لطافت سخن بیمثال داغ

از آب خویش در عرق شرم غرق شد — دُر در صدف ز خجلت عقد لآل داغ

پیوستہ جائے خویش کند گرم در جہان — مانند داغ عشق بدلہا مقال داغ

از بہر سال فکر چو شد آسمان نورد — گفتا دبیر چرخ کہ بدر کمال داغ

۱۳۰۲ھ

تاریخ آغاز طبع از فیروز شاہ خان صاحب فیروز شاگرد رشید مولف مدظلہ العالی

میرے استاد کا چھپا دیوان — شعر ہیں یا کھلا ہے یہ گلزار

لکھ دے فیروز مصرعۂ تاریخ — چھپ گیا آج دفتر اشعار

۱۳۰۲

دیگر اختتام طبع

چھپا وہ دوسرا دیوان استاد — بلندی پر ہیں جس کے سب مضامین

جو پوچھے کوئی سال طبع فیروز — تو کہہ دو گلشن اشعار رنگین

۱۳۰۲

تاریخ طبع از نتائج طبع جناب محمد ظہیر احسن صاحب شوق شاگرد جناب تسلیم

مرتب کرد چون دیوان دوم — جناب داغ خورشید فصاحت

پئے تاریخ طبع روشنم شوق — بگفتا آفتاب حسن فکرت

۱۳۰۲ھ